یھدی اللہ لنورہ من یشاء

حق

حق حق

لوائح جامی

تجلیات دل

مطبع ناجی قاسمیہ پریس میں طبع ہوئی

حیدرآباد دکن

۱۳۳۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ناباری تعالیٰ عز اسمہٗ

حمد اُسکی بشر سے کب ادا ہو ۔ الحمد اُسیکی جب ثنا ہو
اور نعت رسول کبریا کی ۔ حق نے تو وہ آپ ہی ادا کی
آل اور اصحاب نبی کی ۔ اللہ نے تو درود بھیجے
اُنکے ہین جو تابعین کامل ۔ اُنپر بھی سلام حق ہے نازل
حمد و نعت و سلام و صلوٰۃ ۔ بندون سے ہی بیک از محالات
سو ہم کو حکم خود ہی آیا ۔ جب صلوٰۃ علیہ پڑھو اکا
اس حکم کا امتثال ہے یان ۔ ورنہ کسکی مجال ہے یان
اور صلوٰۃ علی محمد ۔ آل اور صحاب پر بھی بے حد

مناجات

بدرگاہ قاضی الحاجات

یارب غفار ہے تو میرا
اور میں ہوں گناہ گار تیرا

ہوتا نہ اگر کوئی گنہگار
کہتا پھر کون تجھکو غفار

بندوں کے نہ عیب گر چھپاتا
ستار لقب کہاں سے پاتا

آدم نے جناں میں جو خطا کی
دنیا اُس کے بدل عطا کی

کی اُسکی خطا سے چشم پوشی
گندم کو دکھا کے جو فروشی

بخشش کرنیکو جب تو آیا
ہم نے تجھے عاصیوں میں پایا

بڑھ کر کوئی اس سے کیا سند لے
نیکی پائی بدی کے بدلے

رحمت تری بڑھ گئی غضب سے
بڑا لکھا ہے یہی امید سے

رحمت کا امیدوار ہوں میں
تقصیر سے شرمسار ہوں میں

اولے بخشش تیری جہان کی
تجھ پر ہے عیان جو کچھ نہان ہے

کس منہ سے کہوں کہ میں ہوں عاصی
تو بخش گنہ سے دے خلاصی

جو بات نہ کہنے کی ہو قابل
مشکل مشکل ہے سخت مشکل

اب تجھ سے مرا سوال کیا ہو
اس بات میں قیل و قال کیا ہو

بیجا رہی روسیاہی توبہ
توبہ توبہ الٰہی توبہ

تیرے فرمان بجا نہ لایا
وہ کام کیا جو جی میں آیا

کی یاد خدا نہ ذکر باری
کاٹی یوں ہی اپنی عمر ساری

امیدوں نے کیا کنارا
جز تیرے نہیں کہیں سہارا

بد ہوں یا نیک ہوں تو تیرا
تو ہے پروردگار میرا

جو نیک ہوں پاس آئیں تیرے
عاصی کس در پہ جائیں تیرے

عاصی ترا کس کے پاس جائے
اس شکل سے کسکو منہ دکھائے

تو نے لا تقنطوا کہا ہے
پھر کیوں ایسا یاس ہمیں کیا ہے

اُدعونی استجب لکم ہے
ظاہر ہیں نشان حق کی کرم

بس ایک وسیلہ ہیں نے پایا
جو سورۂ نور ہیں ہے آیا

تو نور زمین و آسمان ہے
خود نور وجود دو جہان ہے

جس نور کی ہے یہ تو نے تمثیل
اک طاق ہے شیشہ کی ہے قندیل

اسمیں ہے چراغ اک منور
تابان ہے فلک پہ جیسے اختر

لو اسمیں لگی ہوئی ہے روشن
زیتون کا پیڑ ہے رہا ہے

وہ نخل مبارک ایسی جا ہے
شرقی نہ غربی اسکی جا ہے

روغن اسکا ہے صاف ایسا
بالکل آتش سے ہے اچھوتا

ہرگز نہیں اسکو آگ پاتی
خود شعلہ کی ہے وہ تند کاتی

جلتا ہے صفا پہ جسکی کافور
پاکیزگی اسکی نور پہ نور

وہ نور سے اپنے جسکو چاہے
سیدھا رستہ اسے بتائے

بندوں کو خدا نے دی یہی تمثیل — اس نور کی جیسی شمع و قندیل

سب شئی کا علیم وہ خدا ہے — دانا بینا ہے جانتا ہے۔

نااہل کو راز کا سُنانا — اندھے کو چراغ ہے دکھانا

مصباح ہے جان دل ہے قندیل — اور طاقچہ تن ہے اسکی تمثیل

یہہ نور ہی عین ہے شفاعت — ہے ساری جہان پہ جسکی رحمت

ہوتا نہ جہان میں نور پیدا — ہوتا نہ ظہور حق ہویدا

وہ نور محمدؐ ہی جہان ہے — عالم روشن جہان جہان ہے

اس نور نبیؐ ہی کی بدولت — نازل ہوئی انبیا پہ رحمت

دی آدم کو نجات اسی نے — رکھلی حوّا کی بات اسی نے

یوسف کو قید سے نکالا — موسیٰ کو عدو کے گھر میں پالا

طوفان سے نوحؑ کو بچایا — یوسف کو باپ سے ملایا

سلگی جو خلیل کے لیے نار — اس نار کو کر دیا ہے گلزار

یونس کو ماہی سے نکالا | برسوں جس کے شکم میں پالا
ایوب کو دی نجات غم سے | اور نوح کو بحر کے ستم سے
اس نور کی بس یہی ہے عادت | ہم عاصیوں کی کرے شفاعت
آفت سے ہر ایک کو بچائے | محنت سے ہر ایک کو چھڑائے
بخشش کا خدا سے کام لینا | گرتا ہو کوئی تو تھام لینا
پڑھ کر اب اس سے کیا ہو تسکین | دیکھا کیسا تجھے جب ملے دین
دنیا تن اور دین جان ہے | دونوں میں جدائی پھر کہاں ہے
امت جسم محمدؐ ہی سے ہے | اس جسم کی جان جو نبی ہے
تن جان پہ جان سے فدا ہے | کچھ جان سے تن نہیں جدا ہے
اس تن کو ہے جان سے محبت | سو جان کو ہے تن سے الفت
پوشیدہ نہیں ہے جان تن سے | جان پر تن جان ہے تن پردہ
دونوں اک ایک کے ہیں محرم | تن جان سے جان تن سے ہمدم

تکلیفیں ہر تن کی جانکو سہنا
غمخواری مین ہمیشہ سے رہنا

امت کو پناہ ہے نبی سے
جیسی ہے تباہ تن کی جی سے

جس وقت نبی جہان سے اٹھے
محضر لیکے یہان سے اٹھے

امت کو بچانیکا تھا وعدہ
جنت دلوانیکا تھا وعدہ

محشر مین کہیگا جب یہ محضر
ڈہل جائینگے عاصیونکے دفتر

نفسی نفسی وہان کہینگے
اپنی اپنی مین سب رہینگے

فرمائینگے صاحب شفاعت
جوش رحمت سے امت امت

بیچارون پہ رحم کہائینگے وہ
ایک ایک کو بخشوائینگے وہ

امت پہ فدا کیے نواسے
مارے گئے کیسے ہو کے پیاسے

اللہ کی رہ مین ہوگئے قربان
کردی امت کی مشکل آسان

زینب نے دی اپنے سر کی چادر
اور نذر کیا سر برادر

سجاد نے کی قبول زنجیر
امت کی رہائی کی تھی تدبیر

پایا جو حرم نے قید خانہ
عاصی امت کا تھا چھڑانا

مشکلین کسو الین بی ہونی
دی ہمکو خلاصی قید یون نے

جو کچھ کرنا تھا کر گئے وہ
امت کے لئے گذر گئے وہ

سب کچھ تھا نور کی بدولت
امت کے لئے سہی مصیبت

یارب اس نور کی قسم ہے
اور اسکے ظہور کی قسم ہے

اس نور محمدی کا صدقہ
پیاری آل نبی کا صدقہ

حق راضی ہے انکی جو رضا ہو
کرتا ہے نبی نے جو کہا ہو

رکھتے ہیں ایسی کچھ وہ قدرت
صاحبزادون کو کی وصیت

اعمال سے درگذر نکرنا
رشتہ پہ مرے نظر نکرنا

رشتے ہیں اگرچہ ہونی کے
وان ساتھ نہیں کوئی کسی کے

ہان ساتھ فقط عمل رہینگے
اچھے ہون تو پھل ملینگے

فرمان خدا ہے فرض سب کے
مانے سے اطاعت ہون یا ہون کافر

جیسا جو کرے وہ ویسا پائے
جو جمع کیا وہی اٹھائے

اللہ کو عاجزی ہے مرغوب
اسکو تو ہے التجا ہی مطلوب

در کو کہا - دار کو سنا لے
اس فقر کو اہل فقر جا لے

مین کون ہون میری کیا حقیقت
ہین مجھکو تیری ہی کی ہے وصیت

بندہ ہون گناہ گار تیرا
گر خیر سے تھا نہ تو ہے میرا

تو فضل کر اپنا مین ہون تیرا
تو عدل سے اپنے دے تباہی

جتنے ہین میرے عمل کے دفتر
خط عفو کا کھینچ ان پہ یکسر

تو میری خطا سے درگذر کر
تو اپنی عطا پہ ہی نظر کر

تیری تو شکستہ دل پہ ہے مہر
سب سے ہے شکستہ تر میرا دل

تجھ سے ہی نہ کسی کو مانگتا ہون
مین تجھ سے تجھی ہی کو مانگتا ہون

تو خود ہو اگر میری کمائی
دنیا ہے میری میری خدائی

در وصف حضرت شاہ خاموش چشتی صابری نور اللہ مرقدہ و حضرت محمد شاہ ہاشم حسینی و پیر اصغر حسینی چشتی صابری عم فیوضہما

بندہ ہے وہی جو ہم نے جانا — جس نے آقا کو اپنے مانا

مجھکو ہے عقیدت شاہ کی — دل بستہ ہے جنکی ہر تمنا

نام پاک انکا شاہ خاموش — تھے خانۂ صابری کے ہم دوش

گر ان کا سخن کوئی سنا ہو — خوشنمائی سخن چشتی ہی سے تھا جو

خاموش کا جانشیں ہے جو تھا — اور رشد میں جس کا سہرا سب سے اونچا

حضرت کے ہیں جانشین باکرام — سید ہاشم حسینی ہے نام

ہیں صاحب فیض و ذکر میں مست — خاموش ہے وہی نہیں چلا

صاحبزادے ہیں انکے اصغر — ہیں اپنے طریق میں وہ یکسر

پیر اصغر ہے نام جن کا — اللہ کرے آستاں یوں انکا

ان کو ملی باپ سے خلافت
یا رب دونوں ہیں باسلامت

وہ پھول ہیں صابری چمن کے
لب ہیں خاموشی کے دہن کے

وہ نور ہیں اور یہ نور کی ضو
وہ شمع ہیں یہ شمع کے ہیں پہلو

اسرار ازل سے ہیں سینے انکے
گنج عرفان سفینے انکے

رخ سے ہے معرفت برستی
آنکھوں سے ٹپک رہی ہے مستی

وہ جس پہ نظر اٹھا کے پھیریں
چھوڑا انکو بنا کے چھوڑیں

کوئی دل پہ لگا کے دیکھے
کچھ پتہ سا ہو جیسے وہ آکے دیکھے

پابند شریعت محمد
رہبر و طریقت محمد

اور خلق محمدی کے عامل
عرفان کے حقیقتوں میں کامل

چشتی اور قادری گھرانا
اور چشت میں صابری گھرانا

ہے دونوں طریق کی اجازت
حافظ سے ملی دکن کی خدمت

عرفان کا ہے بات بات رستہ انکی
سائل کا جواب صحیح رستہ انکی

وہ گفت و شنید کیا سنا و بیاں
ہیں قابل دید کیا بتاؤں

دل وہم و دید و دلکا کہیں بیاں
ہو حق کا ہی نام سے سبیل ہے یاں

دل کو تار نفس سے ہے شغل
دو دید و دلکی پتلیوں کا ہے محل

وہ نور جواں ہیں جلوہ گر ہے
اللہ کے نور کی نظر ہے

اس نور کا جان و دل میں ہے جوش
ہر سمت سے ہے صدا کہ خاموش

در وصف حضرت استادی جناب سید خلیل صاحب ہروی قدس سرہ العزیز

برسوں رہا گرچہ فیض استاد
پر حرف الف ہی رکھا یاد

حاجی سید خلیل ہروی
اولاد علی و آل موسیٰ

علم فقہ و حدیث و تفسیر
اور شرع محمدی تھی جاگیر

اور علم تصوف و حقیقت
انکے گھر کی تھی خاص دولت

تھی اپنے ہی جد سے بہرہ مندی
تھا سلسلہ انکا نقشبندی

جد ہیں جن کے حسینی سادات
تھے صاحب کشف اور کرامات

ہے گلشن راز جنکی تصنیف
مشہور جہان ہے جسکی توصیف

بیعت کا شرف مجھے چکھایا
رستہ اللہ کا بتایا

دل میں روشن کیا ہے ایمان
کافر کو بنا دیا مسلمان

یارب دے انکو جنت آباد
ہیں آل نبی پہ بھیج صلوات

بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہ

قصیدہ

در مدح قدر قدرت سکندر شوکت ذوالاقتدار ذوالحشمت
فریدون فر خداوند نعمت اعلیحضرت اقدس شہریار دکن ظل سبحانی
آصف سابع نظام دکن جی سی ایس آئی مظفر الملک

ہم انپہ فدا بہ جان و تن ہیں — جو ساتویں آصف دکن ہیں
عثمان علی ہیں جنکے حامی — عثمان علی ہے نام نامی
اللہ رکھے اُن کو تا قیامت — سر پر مخلوق کے سلامت
راضی اُن سے ہے سب زمانا — کیا اپنا اور کیا بیگانا
قربان کرتا ہے کوئی سر کو — کرتا ہے نثار کوئی زر کو
گھر اور عیال سب ہے حاضر — جان و زر و مال سب ہے حاضر
ہر ایک کو دل رہی ہے عزت — اک ایک کو دیتے ہیں خلعت

کمسنی میں کہ تھا سا ہیں وہ
پدر و جد کے سوگوار ہیں وہ

آیا واپس وطن کو گویا
تھا وہ اپنے چمن کو رکھتا

ڈالا جس پر جیون کا سایا
چاہا جیسا اُسے بنایا

قصہ ایسا نہیں کہ دیا گو
اُمرا سے وطن میں سب تھا گو

تھا یا پانچ برس کا سن
اور علم کی ابتدا کے تھے دن

جب سے مجھے آگہی بتلائی
کا تیرہ برس تھا ئی

اس وقت سے مجھ پہ تھا
بیحد سرکار کی یہ شفقت

قسمت میں جسقدر تھا لکھا
شہزادہ نکال رہا ہے صدقا

اس سے بڑھکر نہیں ہے کوشش
وہ مجھ پہ ہیں مہربان ہیں بیش

کس منہ سے شکر ہو ادا ہو
بہتر ہے کہ میں رہوں دعاگو

گذرا اک سال جب ہے
ہیں تخت نشین وہ ملک سے

یہ پہلی کرہ پیڑی ہے جسکی
تالیف ہے یادگار اسکی

یہہ سال جلوس ہے جو پہلا
سنئے پہلا مرا قصیدہ

قصیدہ

کس گل کی مہک چمن چمن ہے　　کس نافہ کی بو ختن ختن ہے
کس مست کی تاک میں ہے نرگس　　پھولی کیوں آج یاسمن ہے
کس غیرت گل کی آرزو میں　　لالہ نسرین و نسترن ہے
بلبل ہے ترانہ سنج کس کا　　طوطی کیوں آج نغمہ زن ہے
یاقوت بھی سرخرو ہی کس سے　　کس در کی ضیا عدن عدن ہے
سو جان سے فدا ہے کسپہ مرجان　　کس لعل کی ضو یمن یمن ہے
کس کا ہے زبان زبان ترانہ　　نغمہ سنجی دہن دہن ہے
یہہ کسکی ہے جا بجا منادی　　کسکی شہرت وطن وطن ہے
عشرت عشرت کی دھوم گھر گھر　　نغمہ نغمہ دہن دہن ہے

پھولا ہے آج گل سمانا — کیوں جسم پہ تنگ پیرہن ہے
واعظ وہ ہوا تو گل کہلایا — جس گل سے یہ شہر دکن ہے
غنچوں کو دیا صبا نے مژدہ — پھولا گل شوق سے چمن ہے
کلیاں چٹکی ہیں سب چمن میں — خنداں لب ایک کا دہن ہے
شاخوں پہ چہکتی ہے بلبل — سوسن کی زبان پہ سخن ہے
وہ مہر سپہر شہریاری — جلوہ افروز انجمن ہے
ہر گل میں ہے جسکی عطر بیزی — نکہت جسکی چمن چمن ہے
جس گل کی شمیم مشکباری — نسبت چین و خطا ختن ہے
ماہ و خورشید و ہفت کشور — جسکے بازو کا نورتن ہے
باذل عادل سخی دلاور — سلطان زمان شہ زمن ہے
وہ کون؟ شہ نظام عثماں — ظل سبحان فی الزمن ہے
چاروں طرف سحاب سایہ گستر — ہر دم تا مہر پرتو فگن ہے

تاج و تخت شہی کا مالک — سلطان قلمرو دکن ہے
اونچے اعلیٰ گدا تونگر — سب کے لب پہ یہی سخن ہے
اے تخت نشیں تمہیں مبارک — مذکور بھی وہیں وہیں ہے
سب کا ہے دعا میں ایک مطلب — یکدل ہر شیخ و برہمن ہے
کعبہ و کنشت اور کلیسا — سب جا پہ یہ دعا ہی سخن ہے
جب تک اس کے نور جہاں میں — نقشہ مہ و مہر کا دلیں ہے
رفعت پہ فلک کے اختر — اختر جب تک ضیا فگن ہے
دریا میں صدف صدف میں گوہر — جبتک گہر اور عدن ہے
جبتک نیسان سے ہر صدف کا — موتی سے بھرا ہوا دہن ہے
جبتک سبزہ ہرا بھرا ہے — جبتک گلزار یہ چمن ہے
جبتک ہے نوائے عندلیبان — جبتک گل سرخ پیرہن ہے
سرسبز رہے یہ باغ آصف — جبتک گل و بلبل و چمن ہے

یا رب ہے یہ چراغ روشن | جب تک خورشید ضو فگن ہے

دل بھی شاہ دکن کے حق میں
مصروف دعا بجان و تن ہے

در وصف نواب مستطاب معلی القاب عالیجناب
میر یوسف علیخان بہادر سالار جنگ وزیر اعظم دکن دام اقبالہ

خامہ کی ہے دور بالکا دستور
مدح سلطان و وصف دستور

اللہ کے بعد ظل سبحان | اور شاہ کے بعد شہ کی دیوان
دنیا میں بھی ہیں ہما وسیلے | مخلوق کی پرورش کے حیلے
دستور ہے دل تو جان ہے شہ | جسم و اعضا ہیں خلق اللہ
مخلوق ہے اسیر وہ شامل | اور شاہ سے بھی ادھر ہے واصل
دستور کو خدمت قلمدان | گویا ہے تقیس گنج فرمان

فرمان شہی قلم ہے جسکا — احکام شہی قلم ہے جسکا

منشی کی قدر دانی ہی کی ہے کام — دستور عمل اُسی کا ہے نام

دستور کا دستاویز نامہ — ہے شاہ کی آئین پہ عملہ

جنبش میں اگر آوے سلطان — ہو شاہ کی آئین بھی جنبان

ثالث آصف کہ تھے جوان — اول سالار جنگ ذی شان

رانی جس سے تھی دونوں سرکار — دربار تھے جن سے دونوں دربار

رکھا قانون کا ایسا دستور — مختار کے آگے سب تھے مجبور

قانون کا چلن انہیں سے نکلا — اور نظم دکن انہیں سے نکلا

مشہور جہاں ہے جسکی توصیف — تاریخ دکن سے ہے جو تشریف

خدمت کی ہر ایک کو جزا دی — غفلت کی ہر ایک کو سزا دی

روشن کیا جسنے علم وفن کو — ذی علم سے بھر لیا دکن کو

کچھ میری غلط نہیں ہے یہ بات — حاضر ہیں دکن میں چند حضرات

رہتی تھی جنکی یہ سب باغ و باغی — ظاہر ہے سبھا سے عشق باقی
اس وقت لکھی گئی تھی پیشین — نام انکا سنو یوسف علی خان
تھی جن کی جنم بھومی کے بالا — دیوان جو ہے گھر کا سنبھالا
لکھے ہیں صحیح تھے نام میں جا — شہرت تھی ہوئی بہ شہ یاں آفاق
جب شعر کہے ہوئے ہیں گم پیدا — پایا تھا خطاب سا اللہ
اس بن میں سہرا لکھے اپنی خدمت — جس سن میں تھا لکھے پائی خدمت
آئی انہی گھر میں گھر کی دولت — جاگی تھی خاندان کی قسمت
علم و ہنر و فن و لیاقت — اصل و نسل و شرف و کاوشت
اللہ کی عطا ہے خیرات — اس وقت کیا ہے یہ ہمت
رہتے ہیں سب اور شامل — دی حق نے یہ زندگی و عاقل
یوسف کا دکن میں تھا گھرانا — دیوانی ہی ہے خود لکھنا
سن فضل سے اپنے در نگر میں — یہ عدل سے اپنے درنگ ذات

شہ پر اللہ کی عنایت — دستور پہ شاہ کی عنایت
آباد دکن کے ہوں راضی — اور شاہ دکن ہوں انسے راضی

سبب تالیف کتاب

انسان کو شغل لازمی ہے — جو کام کرے وہ آدمی ہے
ملتی ہے کبھی مجھے جو فرصت — آجاتی ہے نظم پہ طبیعت
تھوڑا تھوڑا ہر ایک ہے کام — آہستہ سے پا رہا ہے انجام
مقصود نہ طبع آزمائی — منظور نہ عقل کی رسائی
اللہ والوں سے تھی محبت — پینتیس برس کی انکی خدمت
پارس تو ملا پہ نہ سونا — پتھر قسمت ہی میں تھا ہونا
دریا میں رہا تو سنگ آسا — قطرہ نہ ملا رہا پیاسا
صحبت میں خدا نے دی تاثیر — گر خاک بھی ہوتے وہ اکسیر
کی میں نے بہت سی خاکساری — چھائی اس تن میں خاک ساری

تاثیر حنائی کا ملون کی / بو تک بھی نہ آئی ان گلونکی

کیا کر سکے خاک بو کی تمیز / جو اصل مین اپنی خود ہو ناچیز

اورون کو ہوا ہے بوسی اظہار / گویا ہون مین خاک کوئی عطار

احباب نے کرکے مجھکو مجبور / یہہ کہکے دی اک کتاب مشہور

جامی کی کتاب ہے لوائح / لکھو اردو مین یہہ نصائح

کرتا تھا مین شعر مین لگن کی / اُس وقت اُسی سی دل لگی تھی

اس بحر مین لکھا مثنوی کو / وزن اُسکا پسند آیا جی کو

منظوم کئی ہین صرف معنی / موزون کرنے کو سہل جانا

آسان سمجھا تھا ابتدا مین / مشکل ہوئی چلکے انتہا مین

اصلا نہی آشفتہ طبیعت / اور بحر مین پائی کچھ نہ وسعت

فطرت تو ہے جزو کل مین سب جا / قطرہ کو بھی بحر کا ہے دعوا

جرات نے اٹھا لیا قلم کو / ہمت نے بڑھا دیا قدم کو

گو ہوں نہ یا ہوں شعر شاعرانہ
پر دل میں ہے ذوق عاشقانہ

اس میں کچھ نقص و عیب اگر ہو
امید کہ اس سے در گذر ہو

آئے جو پسند بات میری
اتنا ہے کہ ہو نجات میری

چھلی ہے گرہ جلوں شعر کی
تالیف ہے یادگار میری

مدح شہ اس کی مشتمل ہے
نام اسکا تجلیات دل ہے

منظوم اک شرح بھی ہے اسکی
ہے نثر میں ان لگن کی دو بھی

یہ گل ہے تو وہ چمن ہے اسکا
خمخانہ دل میں بس ہے اسکا

۱۳۲۱

یهدی الله لنوره من یشاء

حق

حق حق

لوائح جامی

تجلیات دل

مطبع تاجی قاسم پریس میں طبع ہوئی

حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۳۱ھ

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم

الٰهی لا احصی ثناءً علیک کیف
وکل ثناء یعود الیک
جل عن ثناء جناب
قدسک انت کما اثنیت
علی نفسک

خداوندا سپاس تو بزبان نمی آریم و ستایش تو
بر تو نمی شماریم هرچه در صحائف کائنات از جنس اثنیه
و محامد است همه بجناب عظمت کبریائی تو عاید است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یارب جو حمد و ثنا ہے تیری — گننے کی نہیں مجال میری
امکان ثنا نہیں ہے مجھکو — سب تک کہ پہونچ رہی ہے مجھکو
تو نے جو حمد اپنی کی ہے — حق یہ ہے کہ حمد بس یہی ہے
کم حمد و ثنا ہے میری — ذیشان ہے بارگاہ تیری

یارب قاصر زبان ہے میری — کسطرح کریگی حمد باری
کب تیری سپاس کے ہے قابل — خود اپنے ہی عجز کی ہے قائل
صفات جہاں میں جتنی توصیف — ہے عظمت کبریا کی تعریف
حاجت کسیکی ہو سب خدائی — ہو تیری ہی شان کبریائی

از دست و زبان ما چه آید که سپاس جز دست ستایش تو ستایش

تو چنانی که خود گفته دگر هر ثنا را که آن گفتست که غیر تو ست

رباعی

آنجا که کمال کبریائی تو بود
عالم نمی از بحر عطائی تو بود

ما را چه حد حمد و ثنای تو بود
خود حمد و ثنا و سزای تو بود

جائیکه زبان آور انا افصح العرب
والعجم علم فصاحت انداخته و بقصور ا
دا و ثنای تو عاجز شناخته جز شکسته زبانی
را چه امکان زبان گشائی - و هر آشفته
زبانی را چه یارای سخن آرائی - بلکه اینجا اظهار
اعتراف بعجز و قصور عین قصور است - و زبان مروت
وفا و درین وادی مشارکت جستن از خصوص ادب ...

ہم کریں جو سو تیری ثنا گو — بے وسعت زبان کہاں وہ
شکر کیا ہو کرے تیری ستایش — تیری ہی جہان جہاں ستایش
شکر تیرا ادا ہی ثنا ہے — تو نے ہی ایسے پرو لیا ہے
مجبور ہیں جانے کمال کبریائی — اس عجز کا نام ہے بڑائی
ہم میں کب قدرت ثنا ہے — خود قدرتی نے تیرے کیا ہے
لاکھ ہو عجب عجم عرب سر جھکا — سمجھا ہمارا ہاتھ اٹھا جب ہی گر کر گیا
ایسے اسم کا ہے بیان میں — سمجھا کا ہے یہاں نشان ہو
واجب ہو جہان قصہ آرا — سمجھا ہی زبان کو کس کی یارا
ٹوٹی پھوٹی زبان والے — کچھ کلمے بیان والے
ایسی حالت ہے جو ہماری — کس منہ سے کریں ثنا تمہاری
اظہار خطا یہاں خطا ہے — شرکت ہو رہے ناروا ہے
اب عذر گناہ قصور ہو یاں — شرکت ہی کی وجہ دو زبان

رباعی

من کیستم اندر چه شمارم چه کسم
تا آنکه سری سگانش باشد هوسم
در قافله که اوست دانم نرسم
این بس که رسد ز دور بانگ جرسم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَاشِرِ لِوَاءِ الْحَمْدِ وَصَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْفَائِزِیْنَ بِبَذْلِ الْمَجْهُوْدِ وَنَیْلِ الْمَقْصُوْدِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔

اِلٰهِیْ اِلٰهِیْ خَلِّصْنَا عَنِ الْاِشْتِغَالِ بِالْمَلَاهِیْ وَاَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَا هِیَ

ناچیز ہوں کس شمار میں اب	جسکے گنتی کا ساتھ بھی دو دن
بہت سے دور اُسکا قافلہ ہے	اور پست ہمارا حوصلہ ہے
اس قافلے تک ہوس ہی پہونچے	ایسا یا تک کسی ہی پہونچے
یارب جو حبیب ہیں محمدؐ	پہونچا اُن پر درود بیحد
صلوات خدا اُسے بجا ہے	وہ حمد کا ناصب لوا ہے
جسکو ہے عطا مقام محمود	اُمت کی شفاعت اُسکی مقصود
آل و اصحاب ہیں جو فائز	اُن پر بھی درود حق ہے جائز
اللہ و رسول کے ہیں پیارے	ہم عاصیوں کے ہیں سہارے
بیحد بیحد اور دقتوں سے	پایا مقصود محنتوں سے
بیجا اُنپر سلام پہونچا	ہر دم ہر صبح و شام پہونچا
دنیا سب کھیل ہے تماشا	اُس سے ہمکو بچا خدایا
اس لہو و لعب سے تو بچا دے	اشیاء کی حقیقتیں دکھا دے

گشاده غفلت از بصر بصیرت ما بگشا۔ و هر چیزی را چنانکه هست بما بنما۔ نیستی را در صورت هستی بر ما جلوه مده۔ و از نیستی بر جمال هستی خود پرده منه۔ این صور خیالی را آئینه تجلیات حسن جمال خود کن۔ نه علت حجاب و دوری۔ و این نقوش وهمی را سرمایهٔ دانائی و بینائی ما گردان۔ نه آلت جهالت و کوری۔ محرومی و مهجوری ما همه از ماست۔ ما را با ما مگذار۔ و ما را از ما رهائی کرامت کن۔ و با خود آشنائی ارزانی دار۔

رباعی

یارب دل پاک و جان آگاهم ده
آه شب و گریهٔ سحرگاهم ده

در راه خود اول ز خودم بیخود کن
آنگه بیخود ز خود بخود راهم ده

آنکھوں سے اُٹھا حجاب غفلت | روشن کر دیدۂ بصیرت
جو چیز ہو جیسی فی الحقیقت | ہمکو تو دکھا دے اُسکی صورت
جلوہ اس ہستی کا ہم پر | ہو جائے کہیں نہ نیست یکسر
اپنی ہستی پہ نیستی کا | ہرگز ڈالے نہ رکھ تو پردا
ہیں ساری یہ صورتیں خیالی | مرآت تجلی جمالی
ان سے پائیں تری حضوری | بنجائیں کہیں نہ وجہ دوری
یہ نقش ہیں جو وہم کی ہے کھینچی | دانش کی بنا ہماری پوچی
سارے یہ نقوش رنگ والے | اندھے پن سے ہمیں نکالے
ہیں ہم سے بچھڑ رہا اور محروم | ہم ایسے ہیں ہوا یہ مفہوم
ہمکو ہم سے رہا تو کردے | اور اپنے آشنا تو کردے

دل پاک دے اور جان آگہ | آہ شب و گریۂ سحرگہ
اول مجھ سے مجھے بھلا دے | پھر ہستی میں اپنی رہ دکھا دے

رباعی

یارب همه خلق را بمن بدخو کن
وز جمله جهانیان مرا یکسو کن
روی دل من فکن ز هر جهتی
در عشق خودم یکجهت و یکرو کن

رباعی

یارب بیأسیم ز حرمان چه شود
راهی بدهیم بکوی عرفان چه شود
بس گبر که از کرم مسلمان کردی
یک گبر دگر کنی مسلمان چه شود

رباعی

یارب ز دو کون بی‌نیازم گردان
وز افسر فقر سرفرازم گردان
در راه طلب محرم رازم گردان
زان ره که نه سوی تست بازم گردان

تمهید

این رساله‌ایست

مسمی به لوایح در بیان

بچھو وا اپنے سے آپ ہو کر
یوں راہ تری خودی کو کھو کر

سب کو بد خو مرا بنا کر
سب سے یکسو مرے خدا کر

پھر سب سے پھیر دل کو میرے
سب کے دل ہاتھ میں ہیں تیرے

اپنی الفت میں مجھکو یکسر
یکسو کر رو بیک جہت کر

حیران سے میں بچا ہی لیتا
کوئی عرفان دکھا ہی دیتا

جو گبر تھے کافروں میں شیطان
تو نے سبکو کیا مسلمان

اک گبر جو رہ گیا ہے پنہان
اسکو بھی تو بخش دیتا ایمان

کونین سے بے نیاز کر دو
اور افسر فقر سر پہ دھر دو

کر راہ طلب میں مجھکو محرم
اسرار سے رکھ مجھے تو ہمدم

تجھ تک جو راستہ نہ ہووے
اس راہ سے مجھکو پھیر ہی دو

تمہید

یہ ایک رسالہ ہے لوائح
اسمیں عرفان کے ہیں نصائح

معارف و معانی کہ بر الواح اسرار و ارواح ارباب عرفان و اصحاب ذوق و وجدان لائح گشتہ بعبارات لائقہ و اشارات رائقہ متوقع کہ وجود مقصدئی این بیان را نہ بینند۔

و بر بساط اعراض و سماط اعتراض ننشینند۔ چہ او را درین گفتگو نصیبی جز منصب ترجمانی نیست۔ و بہرہ غیر از شیوہ سخن رانی نے۔

رباعی

من ہیچم و کم ز ہیچ ہم بسیارے
از ہیچ و کم از ہیچ نیاید کارے
ہر سر کہ ز اسرار حقیقت گویم
زانم نبود بہرہ بجز گفتارے

ہے شرح معارف و معانی | اسرار ہیں اس میں سب نہانی
ارباب شہود و اہلِ عرفان | ق | اصحاب مذاق و اہلِ وجدان
یہ لوگ ہیں صوفیانِ کامل | علم باطن تھا ان کو حاصل
اسرار بھرے ہیں سینے انکے | گنجِ عرفان سفینے انکے
روشن ان پر جو کچھ ہوا ہے | ہمنے ظاہر اسے کیا ہے
لائق فائق عبارتوں میں | پاکیزہ و صاف استعاروں میں
کاتب کو حروف سے نہ دیکھو | اور اسکے بیان سے منہ نہ پھیرو
اور کیجے نہ اعتراض اسپر | عارف کو ہے اعتراف جسپر
گویا وہ ہیں لفظ میں زبان ہوں | صرف انکے بیان کا ترجمان ہوں
سچ پوچھو تو ہیں وہی سخندان | یاں صرف ہے شیوہ سخن دان

میں ہیچ ہوں اگرچہ سب سے کمتر | ہے ہیچ کا ہیچ کام اکثر
اسرار خدا جو کھولتا ہوں | عارف ہی کے قول بولتا ہوں

رباعی

در عالم فقر بی‌نشانی اولی
در قصهٔ عشق بی‌زبانی اولی
زان کس که نه اهل ذوق و اسرار بود
گفتن بطریق ترجمانی اولی

رباعی

سفتم گهری چند چو درج عرفان
در ترجمهٔ حدیث عالی‌شانان
باشد ز من مهجوران معتمدان
این تحفه رسانند بشاه همدان

لائحهٔ اول

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهٖ

حضرت بیچون که ترا نعمت وجود داده است در درون تو جز یک دل ننهاده است تا در محبت او یکروی باشی و یکدل۔ و از غیر او معرض و بر او مقبل نه آنکه یکدل را بصد پاره کنی۔ و هر پاره را در پی مقصدی آواره کنی

ہے عالمِ فقر لامکانی | بہتر اس جا ہے بےنشانی
کچھ اور ہے عشق کی کہانی | لازم اس میں ہے بےزبانی
نا اہل سے راز کیا کہوں میں | بہتر ہے جو ترجماں ہوں میں
مشغلہ دشمن دل و خردمند | میں نے موتی پرو لیے چند
جبکہ مانا ہوا بیان ہے | یہ شرح اسی کی ترجمان ہے
اس ہیچمدان کا معتقد ہے | شاہِ ہمہ دان کو تحفہ بھیجے

تجلی پہلی

دنیا میں خدا نے آدمی کو | اک سینہ میں دل نہیں دیے دو
جو نعمتِ حق تجھے عطا ہے | اور ایک ہی دل تجھے دیا ہے
تا عشق میں اس کے ہو کے یکرو | دل کو رکھے تو اسی سے یکسو
منہ پھیر کے اپنا ماسوا سے | اور رکھے لگی ہوئی خدا سے
کرتا ایسا نہ تو خدارا | اس ایک ہی دل کو پارا پارا

رباعی

ای آنکه بقبله بتان روست ترا / بر مغز چرا حجاب شد پوست ترا
دل در پی این و آن نه نیکوست ترا / یک دل داری بس است یک دوست ترا

لائحهٔ دوم

تفرقه عبارت از آنست که دل را بواسطهٔ تعلق بامور متعدده پراگنده سازی۔ و جمعیت آنکه از همه بمشاهدهٔ واحد پردازی۔ جمعی گمان بردند که جمعیت در جمع اسباب است در تفرقهٔ ابد ماندند۔ و فرقهٔ بیقین دانستند که جمع اسباب از اسباب تفرقه است و دست از همه افشاندند۔

قبلہ ہی تون کی سمت تیرا ہی مغز کا پوست تیرا پردا
کیا کیا دل مین تیرے ہوس اک دل ہی تو ایک پارس ہے

تجلی دوسری

سمجھو تم تفرقہ کا معنی دلکو ہر جائی سے ہٹانا
جمعیت کا معنی جانو سب پر بس ایک ہی نظر ہو
بعضوں کا یہان گمان یہی ہی جمع اسباب دنیوی ہے
جو سمجھے ہین جمع کا معنی اسباب جہان کا جمع کرنا
بس تفرقہ ابدیین ہین وہ گمراہ ہین راہ بدین ہین وہ
اور جس نے یقین سے یہ جانا اس جمع کو صدق سے یہ مانا
یعنی اسباب وار دنیا یہ شخص ہی سب ہی تفرقہ کا
لو اپنی لگا کے اپنے رب سے دھو بیٹھے ہین اپنے ہاتھ سب سے

رباعی

ای در دل تو هزار مشکل ز همه
مشکل شود آسوده ترا دل ز همه
چون تفرقهٔ دلست حاصل ز همه
دل با یکی سپار و بگسل ز همه

رباعی

مادام که در تفرقهٔ وسواسی
والله تو نه ناس بلی نسناسی
ور زبده اهل جمع شر الناسی
نسناسی خود ز جهل نشناسی

رباعی

ای سالک ره سخن ز هر باب مگوے
جز راه وصول رب ارباب مپوے
چون علت تفرقه است اسباب جهان
جمعیت دل ز جمع اسباب مجوے

تیرا دنیا میں لگ گیا دل — اس میں ہیں طرح طرح کی مشکل
اسباب جہاں جہاں جہاں ہے — دل کو آسودگی کہاں ہے
ہے تفرقۂ دل کا سبب حاصل — سب چھوڑ کے دیدے ایک کو دل

جب تک اس تفرقہ میں تو ہے — وسواس کی تیرے میں بو ہے
مذہب یہی اہلِ جمع کا ہے — انسان میں سب سے تو بڑا ہے
انسان انسان نہیں کہینگے — نسناس میں تجھے گنینگے
نادانی سے اپنی ہے تو جاہل — نسناسی سے ہے اپنی غافل

ایسا الگ رہ بنا نہ پائیں — گمراہی کی ہیں سب یہ کہانیں
جز راہِ خدا گذر نہ کرنا — اس راہ سے درگذر نہ کرنا
اسباب جہاں سے ہاتھ دھو کر — ساری ہی یہ تفرقہ کی علت

جمع اسباب میں تو تو ہے
جمعیتِ دل کی جستجو ہے

رباعی

ای دل طلب کمال در مدرسه چند ... تکمیل اصول و حکمت و هندسه چند
هر فکر که جز ذکر خدا وسوسه است ... شرمی ز خدا بدار این وسوسه چند

لائحهٔ سوم

حضرت حق سبحانه تعالی همه جا حاضر است و در همه حال بظاهر و باطن ناظر است زهی خسارت که تو دیده از لقای او بر داشته سوی دیگر نگری و طریق رضای او بگذاشته راه دیگر سپری ؛

اے دل کب تک رہیگا طالب | ہے ذوق کمال تجھ پہ غالب
کیا تجکو ملے گا مدرسہ مین | حکمت و ریا اصول و ہندسہ مین
جس فکر مین ہو نہ ذکر باری | وسواس کی فکر ہے وہ ساری
بچتا وسواس کی بلا سے | کچھ تو شرما ذرا خدا سے

تجلی تیسری

وہ حق سبحانہٗ تعالیٰ | سب جا موجود رہنے والا
سب کے باطن ہون یا ہون ظاہر | ان پر سب حال مین ہے ناظر
صد حیف تو اسمین پائے نقصان | پھر جائے تو جائے تیرا ایمان
منھ پھیر کے یار کے لقا سے | آنکھ اپنی لڑا ہے ماسوا سے
اور اسکی رہِ رضا کو چھوڑے | منھ اور ہی سمت اپنا موڑے

بھٹکے جو تو راہ سے چلتے چلتے
رہ جائیگا ہاتھ ملتے ملتے

رباعی

آمد سحر آن دلبر خونین جگران — گفت ای ز تو بر خاطر من بار گران

شرمت بادا که من بسویت نگران — باشم تو نہی چشم بسوی دگران

رباعی

ماییم براه عشق پویان همه عمر — وصل تو بہ جد و جهد جویان همه عمر

یکچشم زدن خیال تو پیش نظر — بهتر که جمال خوبرویان همه عمر

لائحہ چہارم

ماسوای حق عزّ و علا در معرض زوال است و فنا حقیقتش معلومیست معدوم ـ و صورتش موجودیست موهوم ـ دیروز نه بود و داشت و نه نمود و امروز نمودیست بی بود ـ و پیداست که فردا از وی چه خواهد گشود

خوبین جگر دن کا یارِ دلبر — بولا اک صبحدم یہ آکر
تجھسے ہوئی جان و تن ہماری — دلبر ہے اسی کا بوجھ بھاری
شرما تو ہے خطا پہ اپنی — نازان ہے تو اس ادا پہ اپنی
تجھ پہ تو رہے نگاہ میری — اغیار پہ ہو نگاہ تیری

ہم عشق مین اپنی عمر کھو ہین — اور وصل مین جان سے ہاتھ دھو ہین
آنکھوں مین خیال اسکا پل بھر — عالم کے جمال سے ہے بہتر

تجلی چوتھی

خلاق جہان کے جو سوا ہے — بس اسکو زوال ہے فنا ہے
اعیان مین ہے حقیقت اسکی معلوم — خارج مین جو واں کا معدوم
اعیان مین ہے صورت اسکی مفہوم — عالم مین خیال کے ہے موہوم
کل اسکا نمود تھا نہ کبھی بود — ہے آج نمود غیر موجود
اس بود و نمود سے ہے پیدا — کل دیکھیے اس سے کیا کھلیگا

زمام انقیاد بدست آمال و امانی چه دهی۔ و پشت اعتماد بر این مزخرفات فانی چه نهی دل از همه برکن۔ و در خدای بند۔ و از همه بگسل و با خدای پیوند او ست که همیشه بود۔ و همیشه باشد۔ و چهره بقایش را خار هیچ حادثه نخراشد۔

رباعی

هر صورت دلکش که ترا روی نمود ۔ خواهد فلکش زود ز چشمت بربود
رو دل بکسی ده که در اطوار وجود ۔ بوده است همیشه با تو و خواهد بود

رباعی

رفت آنکه بقبله بتان رو آرم ۔ حرف غمشان بلوح دل بنگارم
آهنگ جمال جاودانی دارم ۔ حسنیکه نه جاودان از آن بیزارم

ارمانوں میں تو کیوں گھرا ہے	کیوں دار فنا کا مبتلا ہے
فانی یہ کیا ہے کیوں بھروسا	ہیں سب یہ مُزخرفات بیجا
دنیا سے تو اپنا دل اُٹھا کر	اللہ سے اسکو آشنا کر
ہاتھ اپنا جہان سے اُٹھا لے	ہو جا اللہ کے حوالے
باقی نہ یہاں کوئی رہیگا	وہ پھر وہی تھا وہی رہیگا
اور اسکی بقا میں کوئی حادث	ہوتا ہی نہیں فنا کا باعث
صورت دلکش نظر جو آئے	اسکو تجھ سے فلک چھڑائے
دل اُس سے ملا ذرا ملیگا	جو ساتھ ہی تیرے ور رہیگا
وہ وقت گیا گیا زمانا	قبلہ بتانے کو بنانا
دل پر اسکے فراق و غم کا	پورا ہوا حوصلہ رستم کا

ہے بے مقصد جمال جاودانی
بیزار ہوں تجھ سے حسن فانی

رباعی

چیزیکه نه روی در بقا باشی ازو — آخر هدف تیر فنا باشی ازو
از هر چه بمردگی جدا خواهی شد — آن به که بزندگی جدا باشی ازو

رباعی

ای خواجه اگر مال و اگر فرزند است — پیداست که مدة بقایش چند است
خوش آنکه دلش بدلبری دربند است — کش با دل و جان ازل دل پیوند است

لائحه

جمیل علی الاطلاق ذو الجلال و الافضال است هر جمال و کمال که در جمیع مراتب ظاهر است پرتو جمال و کمال اوست - آنجا تافته و از تافته مراتب بدان سمت جمال وصف کمال یافته - هر کرا دانائی دانی اثر دانائی اوست - و هر کجا بینائی بینی ثمره بینائی او است

گر تو رہے لا بقا پہ مائل — ہو گا تیر فنا کا گھائل
مر کر تو جدا ہو گر کسی سے — چھوڑ اسکو تو اپنے جیتے جی سے
زر ہی ترے پاس یا کہ فرزند — ظاہر ہو کہ وہ رہینگے تا چند
خوش دل ہو وہ جان دل سے اپنے — ملجائے جو جا کے اہل دل سے

تجلی پانچوین

ایسا ہے جمیل میرا صاحب — اطلاق اسکے لئے ہو واجب
اور ہی وہی ذو الجلال و افضال — رکھتا نہین کوئی اسکی تمثال
جس شئے مین جو ہی جمال ظاہر — جس چیز مین ہو کمال ظاہر
اسکے ہی جمال کا ہی یہ ضو — اسکے ہی کمال کا ہی پرتو
سب جا روشن ہی نور اسیکا — ہر ایک مین ہی ظہور اسیکا
کوئی دانا یہان اگر ہے — اسکی دانائی کا اثر ہے
آئے جو تری نظر مین بینا — اسکی بینائی کا ہی ثمرا

وبالجمله همه صفات اوست که از اوج کلیت و اطلاق تنزّل فرموده - ور حضیض جزئیت و تقیید تجلی نموده - تا تو از جزو به کل راه بری - و از تقیید باطلاق روی آوری نه آنکه جزو را از کل ممتاز دانی و بمقید از مطلق باز مانی -

رباعی

رفتم به تماشای گل آن شمع طراز | چون دید میان گلشنم گفت بناز
من اصلم و گلهای چمن فرع من است | از اصل چرا بفرع میمانی باز

جتنے مطلق صفات ہین کل
جزوی مین فرو دیا گئے ہین
اسدؔ تجھسے یہی ہے امید
اس جزو سے کل کی راہ لینا
جزو و کل مین نہین اُلجھنا
تقیید مین یون تو پہ بجائے

کلی سے گئے ہین یان تنزل
تقیید جہان مین آ گئے ہین
اطلاق مین جا تو چھوڑ تقیید
اس گنج کو ہاتھ سے نہ دینا
دونون کو بس ایک ہی سمجھنا
مطلق سے کہین تو رہ نہ جائے

کرتا تھا گلون کا مین تماشا
اس باغ مین شمرو نے دیکھا
بولا وہ عجب ادا سے مجکو
سوجھی کیا اس چمن مین تجکو
مین جز ہون یہ گل ہین میری ڈالی
جز چھوڑ کے شاخ کی ہوا لی

رباعی

از لطفِ قد و صباحت پیچ گنی ‌‌‌‌ ‌ در سلسلۂ زلف مجعد چہ کنی
از ہر طرفے جمال مطلق تابان ‌ ای بیخبر از حسن مقید چہ کنی

لائحہ ششم

آدمی اگرچہ بسبب جسمانیت در غایتِ کثافت است اما بحسب روحانیت در نہایت لطافت است بہرچہ روئے آرد حکمِ آن گیرد۔ و بہ ہرچہ توجہ کند رنگ آن پذیرد ولہذا حکما گفتہ اند

چون نفسِ ناطقہ بصور مطابق حقائق متجلی شود و باحکام صادق آن متحقق گردد

لطف قامت سے کیا ملیگا　　　اچھی صورت کو کیا کریگا
کیون زلف کے سلسلہ مین اُلجھا　　　کیون مار کو یار اپنا سمجھا
ہوگا نہ تیرا نہ یہ ہوئیگا　　　نادان یہ حُسن سے ہے مقید
حُسن اسکا ہے ہر طرف نمایان　　　مطلق ہے جمال جسکا تابان

تجلی چھٹی

انسان سے ہے جسم مین کثافت　　　ہے روح کی وجہ سے لطافت
جس سمت ہوا اگر یہ مائل　　　کرتا ہے اُسی کا حکم حاصل
جس چیز پہ دلسے آئیگا وہ　　　اس چیز کا رنگ لائیگا وہ
حکما نے یہ قول جو کہا ہے　　　بالکل وہ درست ہے بجا ہے
ق
صورتین مطابق حقایق　　　ظاہر ہو جبکہ نفس ناطق
احکام اسکے ہون حقیقتی صادق　　　تحقیق سے آئین جب موافق

صادرت کانها الوجود کله وایضا

عموم خلائق بواسطۂ شدت اتصال بدین صورت جسمانی وکمال اشتغال بدین پیکر ہیولانی چنان شده اند که خود را ازان باز نمی دانند و امتیاز نمی توانند

وفی المثنوی المولوی قدس سره

ای برادر تو ہمین اندیشۂ	مابقی تو استخوان و ریشۂ
گر گلست اندیشۂ تو گلشنی	ور بود خارے تو ہیمہ گلخنی

پس باید که بکوشی و خود را از نظر خود بپوشی و بر ذاتی اقبال کنی و بحقیقتے اشتغال نمائی که درجات موجودات ہمہ مجالی جمال او یند و مراتب کائنات مرای کمال او و برین نسبت چندان مداومت نمائی که با جان تو در آمیزد

صارت کا منبع الوجود کل ہے | پس ہو گیا کل وجود بالکل
جسم و پیکر ہر عالم خلقت | شدت سے ہوئی ہے جو حقیقت
آتی نہیں اس سے باز ہرگز | رکھتی نہیں امتیاز ہرگز

ر

مضمون یہ جناب مولوی کی
ظاہر ہے کتاب مثنوی سے

اس فکر میں ہو تو اے برادر | ہادی بیٹھے ہیں تیر اسکے
گل کی جو ہے وہ ہی بو تو گلشن | کانٹا ہی تو بن گیا ہے گلشن
لازم کوشش ہے تجھکو ایسا | اپنی ہی نظر میں آپ چھپا
بہتر ہے جسکی ذات کا وہم | ہو اسکی حقیقتوں سے مہم
یعنی اشیاء جہان کی ساری | ہیں جلوہ گہ جمال باری
عالم کے مراتب اور درجات | اسکے ہی کمال کے ہیں آیات
کچھ بن نسبت پہ سکھے ہم | یا شان کہو تیری جان عالم

و هستی تو از نظرِ تو برخیزد. اگر بخود در روئے آوری روئے با او آورده باشی. و چون از خود تعبیر کنی. تعبیر ازو کرده باشی. مقید مطلق شود. و انا الحق هو الحق گردد.

رباعی

گر در دل تو گل گذرد گل باشی
ور بلبل بیقرار بلبل باشی
تو جزوی و حق کلست اگر روزی چند
اندیشۂ کل پیشه کنی کل باشی

رباعی

زآمیزش جان و تن توئی مقصودم
وز مردن و زیستن توئی مقصودم
تو دیر بزی که من برفتم ز میان
گر من گویم ز من توئی مقصودم

ہستی کا تری ہوا اثر کچھ
تجکو نہ ہے تری خبر کچھ

اپنی جانب جو رخ ہو تیرا
اسکی ہی طرف وہ رخ رہیگا

جس بات کو تو کہے کہ میری
وہ بات اسیکی ہو نہ تیری

تہا وہ جو مقید اب ہو مطلق
ہو جائے انا الحق اب ہو الحق

گل کی وہن تو بنگیا گل
بلبل کا ہی دہیان تو ہی بلبل

تو جزو ہے اور کل خدا ہے
اس جزو سے کل کہان جدا ہے

اس فکر مین تو اگر رہے گا
گل کی وہن ہی مین گل بنیگا

جب دم تن جان سے ملا ہے
تو ہی مقصد مرا بنا ہے

باقی تو رہے مین افنا ہون
خود آپ مین آپ کہو گیا ہون

مرنا جینا جو کچھ مرا ہے
تو ہی تو اس سے مدعا ہے

کہتا ہون جو مین یہ مین ہی تیری
مین سے تو ہی غرض ہے میری

رباعی

کی باشد کی لباس هستی شده شق | تابان گشته جمال وجه مطلق
دل در سطوات نور او مستهلک | جان در غلبات شوق او مستغرق

لائحه هفتم

ورزش این نسبت این شریفه می باید کرد بـ
وجهیکه در هیچ وقتی از اوقات وحالتی
ازان حالات خالی نباشی چه در آمدن و
رفتن وچه در خوردن وخفتن- وچه در شنیدن
وگفتن- وبالجمله در جمیع حرکات وسکنات
حاضر وقت می باید بود- تا ببطالت نگذرد و
بلکه واقف نفس باشی تا بغفلت
بر نیاید-

ہستی کا کہیں لباس شوق — چمکے جس سے جمال مطلق
دل محوِ تجلیِ خدا ہو — جان اسکے ہی شوق میں فنا ہو

تجلی ساتویں

نسبت کی بڑھا کے دل میں خواہش — لازم ہی کہ اسکی رکھے ورزش
یعنی کوئی وقت کوئی حالت — اس سے خالی رہے نہ نسبت
سوتے کھاتے اور آتے جاتے — باتیں سنتے بھی اور سناتے
جملہ حرکات ہوں کہ سکنات — مصروف رکھو ان میں اپنی اوقات
یادِ حق سے نہ ہو تو باہر — ناظر ودید وسنے دل سے حاضر
اپنے ہر دم پہ ہوش رکھنا — حق کی باتوں پہ گوش رکھنا
اس بات میں اب نہ کاہلی کر — غفلت سے یہاں نہ جاہلی کر
خالی کوئی دم نکل نہ جائے — اس رہ سے قدم پھسل نہ جائے

رباعی

رخ گرچه نمی نمائیم سال بسال ... حاشا که بود مهر ترا بیم زوال
دارم همه جا با همه کس در همه حال ... در دل ز تو آرزو و در دیده خیال

لائحهٔ هشتم

همچنانکه امتداد نسبت مذکوره بحسب شمول جمیع اوقات و ازمان واجبست همچنین ازدیاد کیفیت آن بسبب تعری از ملابس اکوان و تبری از ملاحظهٔ صور امکان اهم مطالبست و آن جز بجهدی بلیغ و جدی تمام و نفی خواطر و اوهام میسر نگردد۔

یون تو ہر سو ن ہی محجوب پنہان | پر چھپ سکا وہ مہر تابان
ہرگز مرے وہم تک نہ آئے | یعنی وہ کبھی زوال پائے
ہر دم ہر اک سے اور ہر جا | تیری صورت کا ہی تماشا
آنکھون مین ہی دلمین ہی تو مری جان | تیرا ہی خیال تیرا ارمان

تجلی آٹھوین

حاصل کرنے مین ایسی نسبت | جیسی واجب ہی تجکو مدت
جسمین اک پل نہ رایگان ہو | بیگانہ نہ تو کسی زمان ہو
ساتھ اسکے بڑہا تو کیفیت کو | قائم رکھ ایسی حیثیت کو
دہندے دنیا کے چھوڑ دینا | منہ سکل جہان سے موڑ لینا
جیسی نسبت اتم ہو تجکو | کیفیت بھی اہم ہو تجکو
وہم اور خطرونکو دور کر دے | دل کو بس نور سے بھر لے
جد و جہد اسمین کر تو کامل | بے کوشش یہ ہو گا حاصل

هرچند خواطر متفرق‌تر و وساوس متحقق‌تر آن نسبت قوی‌تر۔ کوشش می‌باید کرد تا خواطر متفرقه از ساحت سینه خیمه بیرون زند۔ و نور ظهور هستی حق سبحانه بر باطن پرتو افگند ترا از تو برهاند۔ و از مزاحمت اغیار برهاند۔ نه شعور بخودت ماند و نه شعور بعدم شعور۔

بل لم یبق الا الله الواحد الاحد

رباعی

یا رب یا رب ز دست کژ رویی خود در بیم
در هستی خود مرا از خود بیخود کن
اندیشه به بیم و ز پریشانی خود در بیم
تا از خودی و بیخودی خود رهم

جیسی نسبت تری قوی ہو
خطرے وسواس مین کمی ہو

کوشش اسمین ضرور کرنا
دل سے خطرونکو دور کرنا

تا ہستی حق ظہور پائے
جس سے دل تیرا نور پائے

تجکو تجھسے وہ چھین لیگا
غیروں سے تجھے چھڑا ہی دیگا

باقی تجھ مین رہے نہ پھر ہوش
اس ہوش سے بھی تو ہو فراموش

یکتا ہی وہی وہی صمد ہے
واحد ہی وہی وہی احد ہے

یارب ہو مدد کہ مین ہون عاصی
اِس میری دوئی سے دے خلاصی

بد سے چھوٹون بد ہی سے نکلون
اپنے سے اور خودیسے نکلون

خود سے بیخود مجھے بنا کر
اپنی ہستی مین تو فنا کر

کچھ کام رکھون نہ پھر کسی سے
باز آؤن خودی و بیخودی سے

رباعی

آنرا که فنا شیوه و فقر آئین است — نی کشف و یقین نه معرفت نی دین است
رفت او ز میان همین خدا ماند خدا — الفقر اذا تم هو الله این است

لائحه نهم

فنا عبارت از آنست که بواسطه استیلاء ظهور هستی حق بر باطن به ماسوای او شعور نماند و فناء فنا آنکه بآن بیشعوری هم شعور نماند و پوشیده نباشد که فناء فنا در فنا مندرج است زیرا که صاحب فنا را اگر به فناء خود شعور باشد صاحب فنا نباشد بجهت آنکه صفت فنا و موصوف آن از قبیل ماسوای حق اند سبحانه پس شعور بآن منافی فنا باشد

جسدم حبکا فنا ہو شیوہ — اور فقر بھی اسکا ہو طریقہ
کیا کام ہے کشف اور یقین سے — کیا واسطہ معرفت سے دین سے
جب آپ سے خود وہ کھو گیا ہی — باقی اللہ اللہ ہی ہو گیا ہے
ارشاد نبیؐ یہ حق ہے واللہ — ہی فقر کی انتہا ہو اللہ

تجلی نویں

عارف کی غرض یہی فنا سے — رکھے نہ شعور ماسوا سے
باطن پہ ظہور حق کی شدت — جب تو ہے ماسوا سے غفلت
جب ایسی فنا کی بھی فنا ہو — تمیز کا پھر نہ حوصلہ ہو
ہی درج فنا۔ فنا فنا کی — صورت ہی یہی فنا بقا کی
فانی کو فنا کا ہوش اگر ہے — وہ اصل فنا سے بیخبر ہے
ایسے فانی کو اس فنا کو — اللہ کے ماسوا ہے جا تو
باقی ہوا گر فنا میں تمیز — پھر ایسی فنا فنا ہے ناچیز

رباعی

زین سان کہ بقاء خویشتن میخواہی | از خرمن ہستیت جوی نگاہی
تا یکسر مو ز خویشتن آگاہی | گردم نزنی از رہ فنا گمراہی

لائحہ دہم

توحید یگانہ گردانیدن دلست۔ یعنی تخلیص و تجرید او از تعلق بما سوائے حق سبحانہ ہم از روئے طلب و ارادت و ہم از جہت علم و معرفت یعنی طلب و ارادتش از ہمہ مطلوبات و مرادات منقطع گردد و ہمہ معلومات و معقولات از نظر بصیرت او مرتفع شود۔ از ہمہ روئے توجہ بگرداند و بغیر حق سبحانہ تعالیٰ آگاہی و شعورش نماند

گر اپنی بقا فنا میں چاہے / تو گرد فنا کو بھی ہٹا دے
اور ایسی فنا سے تیری ہستی / اک دانہ جو بھی کم نہو گی
جبتک اک بال بھی برابر / باقی تجھ میں شعور ہو گر
فانی ہرگز نہیں تو واللہ / ہے بلکہ رہ فنا سے گمراہ

تجلی دسوین

توحید کا اصل ہے یہ معنیٰ / اس دلکو بنا دے یگانہ
یعنی دل کو لگا خدا سے / منھ موڑ لے حق کے ماسوا سے
دنیا کے ارادے اور طلب سے / دل پھیر لے الغرض تو سب سے
اشیاء جہان ہون جتنے معلوم / معروف جو کام ہون کہ مفہوم
جو عقل میں علم میں ہون تیرے / دلکی آنکھونکو اس سے پھیرے
مطلوب بنا خدا کو اپنے / مرغوب بنا خدا کو اپنے
دنیا پہ نہ التفات کرنا / ہر دم دم اپنے رب کا بھرنا

رباعی

توحید بعرف صوفی ای صاحب سیر — تخلیص دل از توجه اوست بغیر
رمزی ز نهایت مقامات طیور — گفتم تو گر فهم کنی منطق طیر

لائحہ پانزدہم

تا دام که آدمی بدام هوا و هوس گرفتار است
دوام این نسبت ازوی دشوار است
اما چون آثار جذبات لطف در وی ظهور کند
و شغله محسوسات و معقولات
را از باطن وی دور افگند لذاذات
غلبه کند بر لذات جسمانی و راحات
روحانی کلفت مجاهده از میان
برخیزد

جز ذاتِ مقدسِ الٰہی | باقی نہ رہے شعور کچھ بھی
توحید یہی ہے عارفوں کی | اور سیر یہی ہے سالکوں کی
توحید رجوع ہے خدا سے | خالی رہے قلب ما سوا سے
اس جا کی ہے رمز سن تو بندے | پر بھی مارین نہ وہان پرندے
ہمنے وہ دکھائی ہے تجھے سیر | کچھ جانے اگر تو منطق الطیر

تجلی گیارہوین

دنیا مین جو یہ ہوا و ہوس ہے | انسان یہ جبتک اسکا بس ہے
دل پہ پھندا پڑا رہیگا | اس نسبت سے جدا رہیگا
پائے جب حق کا لطف اظہار | پیدا جذبات کے ہون آثار
عقل و حس سے جو شغل تھا | اسم باطن سے دور ہوگا
غلبہ لذت کا اس قدر ہو | جسمی لذت سے بیخبر ہو
اور روح کی جسقدر ہو راحت | اسکو بھی بھلائیگی یہ لذت

ولذت مشاهده در جانش آویزد - خاطر از مزاحمت اغیار بپردازد و زبانِ حالش بدین ترانهٔ ترنم آغاز د

رباعی

گای بلبل جان مست بیاد تو مرا
لذات جهان همه بیاد تو مرا

وی مایهٔ غم نیست بیاد تو مرا
ذوقیکه دهد دست بیاد تو مرا

لائحہ دوازدهم

چون طالب صادق مقدمهٔ نسبت جذبه را که الذاذ است بیاد کردن حق سبحانه در خود باز یابد - می باید که تمامی همت را بر تربیت و تقویت آن گمارد - و از هرچه منافی آنست خود را باز دارد و چنان اند

جب پائے مشاہدون کی لذت　　ہو دور مجاہدون کی کلفت
دل مین جب یار جان جاتہ　　اغیار کا پھر پتا کہان ہو
اُس دم بزبان عاشقانہ　　گائے مستی مین یہہ ترانہ

ای یاد مین تیری یہ میری جان　　مثل بلبل ہے مست ہر آن
مین نے تری یاد مین یہہ پایا　　میرے غم کا ہے پست پایا
اس یاد مین ذوق کا یہی حال　　لذات جہان کی سب ہو پامال

تجلی بارہوین

اللہ کی یاد کرتے کرتے　　دم اُسکی طلب کا بھرتے بھرتے
طالب اپنے مین ایسی ہمت　　جب پاکے اُٹھائی اُس سے لذت
لازم ہے بڑہائے اُسمین قوت　　ہارے نہ وہ تربیت مین ہمت
جو چیز کہ اسمین آکے حائل　　اُس جیسے ہو کبھی نہ مائل
اس بات کو سچ ویسے مانے　　اور اپنے یقین سے پہچانے

که اگر فی المثل عمر جاودانی صرف آن نسبت کند هیچ نکرده باشد و حق آن کما ینبغی بجا نیاورده۔

رباعی

بر عود دلم نواخت یک زمزمه عشق
زان زمزمه ام ز پای تا سر همه عشق
حقا که بعهدها نیایم بیرون
از عهده حق گذاری یکدمه عشق

لائحہ سیزدہم

حقیقت حق سبحانه جز هستی نیست و هستی او را انحطاط و پستی نیست مقدس است از سمت تبدل و تغیر۔

مثلاً گر عمر جاودانی — کی صرف بھی ہمین مجھکے فانی
سمجھے نسبت شتے پائی — دولت ابتک نہ ہاتھ آئی
اس کام کا حق بجا نہ لایا — پورا کرنا مجھے نہ آیا

مین کیا کہون عشق نے کیا کیا — دل کی پردون کو جسکی چھیڑا
دیکھو تو اثر ہے زمزمے کا — مین بن گیا عشق خود سراپا
ایسا احسان عشق کا ہو — حق شکر کا مجھسے کیا ادا ہو
میرے امکان سے ہے باہر — شکر اسکا ادا کرون جو دم بھر

تجلی تیرھوین

حق کی ہی حقیقت اسکی ہستی — جسکو نہ گھٹاؤ ہے نہ بیشی
تغیر سے پاک ہے یہ بالکل — اور اسمین نہین ہے کچھ تبدل
بڑھنا گھٹنا نہین ہے اسکو — ایسا نہ عدد ہے گنئے جسکو
انداز و شمار سے ہے بے عیب — مقدار سے بھی بری ہی لاریب

و مبرّا است از وصمت تعدد و تکثر و تحول از همه نشانها بی نشان نه در علم گنجد و نه در عیان همه چند ها و چون ها ازو پیدا - و او بی چند و چون همه چیز ها با و مدرک - و او از احاطه ادراک بیرون - چشم سر در مشاهده جمال او خیره و دیده سر بی ملاحظه کمال او تیره -

رباعی

یا من بهواک کنت بالروح سمحنا
هم فوقی و هم تحت نه فوقی نه تحت
ذات همه جز وجود قایم به وجود
ذات تو وجود سازج و هستی بحت

اس مین نہ تنزل و تغیر	اس مین نہ تعدد و تکثر
وہ ساری نشانیون سے بے نشان ہے	اور اُس کا مقام لامکان ہے
آنکھون مین نہ علم مین سمائے	وہ ذہن و خیال مین نہ آئے
سب چند و چون ہین اس سے پیدا	اور وہ ہے چند و چون سے برّا
اُس سے ہر چیز کی ہے پہچان	ادراک کی حد سے وہ ہے پنہان
یہ تاب کہان جو سر کی آنکھین	دیدارِ جمالِ یار دیکھین
اور اس کا کمال دیکھنے کے	دل کے دیدے ہی ہین نہ یارے

اے شوق مین تیرے بیخودی سے	ہوون تجھ پر نثار اپنے جی سے
تو فوق بھی اور تحت بھی ہے	پر فوق سے تحت سب بری ہے
ہے نسبتِ وجود سب کا وہم	سب تیرے وجود سے ہے قائم

ہے ذات تیری وجودِ خالص
تیری ہستی نہین ہے ناقص

رباعی

این بیرنگیست یار دلخواه ای دل
قانع نشوی برنگ ناگاه ای دل
اصل همه رنگها ازان بیرنگیست
من احسن صبغة من الله ای دل

لائحہ چہاردہم

لفظ وجود را گاہ بمعنی تحقق و حصول کہ معانی مصدریہ و مفہومات اعتباریہ اند - اطلاق میکنند و بدان اعتبار از قبیل معقولات ثانیہ است - کہ در برابر وے امرے نیست در خارج - بلکہ ماہیات را عارض میشود در تعقل چنانکہ محققان حکما و متکلمین تحقیق آن کردہ اند - و گاہ لفظ وجود میگویند و حقیقتی میخواہند کہ ہستی وے بذاتِ خود است - و ہستی باقی موجودات بوے -

بیرنگ وہی ہے یار دلجو — قائل نہو رنگ پر تو ناگاہ
بیرنگ کی رنگ ہین یہ واللہ — من احسن صبغتہ من اللہ
اللہ کے رنگ سے بھی خوشتر — اب دل دیکھا ہے کوئی دلبر

تجلی چودھوین

حکمائے محققین کے نزدیک — سارے متکلمین کے نزدیک
ہین لفظ وجود کے یہ معنی — اپنی تحقیق سے یہ جانا
یعنی ہے حصول و تحقق — جسکا مصدر سے ہے تعلق
ہین یہ مفہوم اعتباری — باتین یہ عقل کی ہین ساری
انکی ہے یہ فلسفہ بیانی — معقول ہین از قبیل ثانی
خارج مین کوئی نہین ہے برآ — بلکہ عارض ہے ماہیت پر
بعضون نے وجود کی حقیقت — اسطرح کہی ہے پاکے لذت
بالذات وجود کی ہے ہستی — جس سے موجود کی ہے ہستی

وفی الحقیقۃ غیر از وے موجودے نیست
در خارج بلکہ باقی موجودات عارض وے اند وقائم
بوے چنانکہ ذوق کمّل کبراء عارفین وعظماء
اہل یقین بآن گواہی مید ہد واطلاق این اسم
بر حضرت حق سبحانہ بمعنی ثانیست نہ بمعنی اول۔

رباعی

ہستی بقیاس عقل اصحاب ُجود
جز عارض اعیان وحقایق نمود
لیکن بمکاشفات ارباب شہود
اعیان ہمہ عارض اند ومعروض وجود

لائحہ پانزدہم

صفات غیر ذات اند من حیث ما یفہم العقول
وعین ذات اند من حیث التحقق
والحصول۔

خارج میں کوئی سوا انکے نہیں
موجود اس سے جدا انکے نہیں

عارض ہیں جہاں کے سارے موجود
اس سے قائم ہے جملہ بود

ذوق عرفائے دین بھی ہے
قول اہل یقین بھی ہے

ہے اسکی وجود حق کو رسا
سمجھے ہیں وجود کے

پیدا تھا قول فیلسوفی
اور دوسرا انہیں ذوق صوفی

ہے عقل میں اہل فلسفہ کی
عارض اعیان کی ہے ہستی

لیکن ہیں وجودی شہود و عارف
ہیں انکے مکاشفات کاشف

عارض ثابت ہیں جملہ اعیان
معروض وجود ذات سبحان

تجلی سولہویں

اس ذات کے جو صفات ہیں گے
اک جہت سے غیر ذات ہیں گے

اک جہت سے عین ذات ہیں یہ
خود ذات ہی سب صفات ہیں یہ

واں غیر یہ معقول سے ہیں
یاں عین یہ حصول سے ہیں

مثلاً جسے ہیں علم و صفت ہے
موصوف کا اسم بھی ان سے

مثلاً عالم ذات است باعتبار
صفت علم و قادر باعتبار
قدرت ـ و مرید باعتبار
ارادہ و شک نیست کہ اینہا
چنانکہ بحسب مفہوم بایکدیگر متغایراند
مر ذات را نیز متغایراند
اما بحسب تحقق و ہستی عین
ذات اند بآن معنی کہ آنجا
وجوداتِ متعدد نیست
بلکہ وجودیست واحد
و اسما و صفات نسبت
و اعتبارات او ـ

ہوں علم کے وصف سے عین عالم
سب لوگ اسے کہینگے عالم

قادر کی صفت ہوئی ہے قدرت — اور وصف مرید ہے ارادت
موصوف و صفت کی ہے یہ نسبت — دونوں میں غیریت ہے معلوم
جیسا ہی یہ ہم صفات میں فرق — ویسا ہی صفات و ذات میں فرق
ہستی کی نظر سے تم جو دیکھو — ذات و صفت کو عین پاؤ

اس فرق کو اس طرح سے جانو
ذات اور صفت کہیں نہ جدا ہو

اس جا نہ وجود کی ہے کثرت — جسکو نہ عدد سے کچھ ہی نسبت
اسکا کوئی حصر و حد نہیں ہے — ذات اسکی مگر عدد نہیں ہے

ایک ہی ہے وجود ہستی ذات
اسم و صفت اسکے اعتبارات

رباعی

اے در ہمہ شان ذات تو پاک از شین
نے در حق تو کیف توان گفت نہ این
از روئے تعقل ہمہ غیر اند صفات
با ذات تو از روئے تحقق ہمہ عین

لائحہ شانزدہم

ذات من حیث ہی از ہمہ اسماء و صفات معراست۔ و از جمیع نسب و اضافات مبرا۔ اتصاف او باین امور باعتبار توجہ اوست بعالم ظہور۔ در تجلی اول کہ خود بخود دید خود نمود۔

ہے نشان ہیں ذات تیری کیلئے — پاک اور پاکیزہ ہے تو لاریب
کیا کہئے جو کہنا تیری ہے — تو کیسا ہے اس سے برتر ہے
قاصر ہے یافت سے زبان ہے — تو کیسا ہے اور تو کہاں ہے
معقول کی رسی ہے یہی بات — غیر اپنے صفات سے ہے یہی ذات
در اصل ہیں سب صفات باری — تحقیق ہیں عین ذات باری

تجلی سولھویں

پاک اور منزہ حق کی ہے ذات — جسمیں نہ نسبتیں ہیں اضافات
وہ ذات جو سب سے ہے مبرا — اسماء و صفات سے مبرا
تھی اسکی توجہ اسی بناپر — ظاہر عالم میں ہو وہ آکر
اسماء و صفت کا مقتضی تھا — عالم میں ہوئی جو جلوہ فرما
سب سے پہلی تجلی پاکر — ظاہر ہوئی آپ ہی میں آکر
پہلا ہے تعین اسکا وحدت — پائیں تحقیق چار نسبت

نسبت علم و نور و وجود و شهود متحقق گشت
و نسبت علم مقتضی عالمیت و معلومیت شد
و نور مستلزم ظهور و ظاهریت و مظهریت و وجود و شهود
مستتبع واجدیت و موجودیت و شاهدیت
و مشهودیت و همچنین ظهور که لازم نور است
مسبوق است به بطون و بطون اقتضاء
ذاتی و اولیت است نسبت با ظهور
پس اسم اول و آخر و ظاهر و باطن متعین
شد و همچنین در تجلی ثانی و ثالث
الی ما شاء الله نسب و اضافات متضاعف
می شود و هر چند تضاعف نسب
و اسما او بیشتر ظهور او کامل تر و بیشتر

علم و نور و وجود ذاتی
ہے نسبت علم سے یہ پیدا
لازم ہوئی نور سے یہ نسبت
نکلی ہے وجود سے یہ خصلت
اور ہے شہود سے یہ بان
ظاہر ہے شہود میں یہ نسبت
اس نور کا ہے ظہور جس جا

چوتھی نسبت شہود ذاتی
عالم معلوم ہیں جو پیدا
جس میں ہے ظہور و ظاہریت
موجودیت اور واحدیت
شاہد مشہود کا ہے سامان
مشہودیت اور شاہدیت
ظاہر ہیں بطون سے اسی جا

نسبت باہم ہوئی یہ ظاہر
باطن ظاہر اور اول آخر

پھر دوسری تیسری تجلی
پھر جملہ نسبتیں ہی اور اضافات
پر جیسے چوتھی نسبت اور اسما

جب تک ہے ذات حق کی مقتضی
ڈوبے ہوئے تھے چھپے یہ درجات
پر تھا ہی چھپا ظہور و اخفا

فسبحان اللّٰه من احتجب بمظاهر نوره وظهر باستار شئونه تعالی او باعتبار صرافت واطلاق ذات است وظهور او باعتبار مظاهر و تعینات ۔

رباعی

با گل رخ خویش گفتم ای غنچه دهان
هر لحظه مپوش چهره چون عشوه دهان
زد خنده که من بعکس خوبان جهان
در پرده عیان باشم و بی پرده نهان

رباعی

رخسار تو بی نقاب دیدن نتوان
دیدار تو بی حجاب دیدن نتوان
مادام که در کمال اشراق بود
سرچشمهٔ آفتاب دیدن نتوان

بس پاک وہی ہے حق تعالےٰ — شدت سے ظہور پانے والا
پوشیدہ ظہور نور سے ہے — ظاہر فرطِ ستور سے ہے
اُسکی جو ہے ذاتِ صرفِ مطلق — مخفی اسی وجہ سے ہوا حق
پر وجہ تعین و مظاہر — ظاہر ہوا خلق ہی کی خاطر
یعنی ہے ظہور کا یہ باعث — صورت باقی ہے جنکے حادث
مظہر ہیں اُسی کی ذات دیکھو — ظاہر ہے تعینات دیکھو

اُس گل سے کہا کہ اے عشوہ — ہر لحظہ چھپا نہ اپنا چہرہ
چہرہ وہ ہنسا یہ ہنس کے بولا — یوں غنچہ دہان نے ہنس کے بولا
خوبوں کی مثل یہاں کہاں ہے — برعکس معاملہ یہاں ہے
در پردہ عیاں ہیں ہم جہاں میں — بے پردہ نہاں ہیں ہم جہاں میں

کیونکر رخ بے نقاب دیکھیں — دیدار کو بے حجاب دیکھیں
پورا جب آفتاب چمکے — کیا اسکی چمک سے آنکھ ٹھہرے

رباعی

خورشید چو فلک زند رایتِ نور
در پرتو او خیرہ شود دیدہ ز دور
و آندم کہ کند ز پردۂ ابر ظہور
فالناظر یلمح الیہ من غیر قصور

لائحہ ہفدہم

تعین اول وحدتیست صرف و قابلیتی است محض مشتمل بر جمیع قابلیات۔ چہ قابلیت تجرد از جمیع صفات و اعتبارات و چہ قابلیت اتصاف بہمہ و باعتبار تجرد از جمیع اعتبارات تا غایتیکہ از قابلیت این تجرد نیز مرتبہ احدیت است۔ و مراورا است بطون و اولیت و ازلیت۔ و باعتبار اتصاف او بجمیع صفات و اعتبارات مرتبہ واحدیت است۔ و مراو راست ظہور و آخریت و ابدیت۔

جب میسر فلک پہ ہو منہ تو	خیرہ رہتی ہے آنکھ اسپر
گر کی آڑ سے ہو ظاہر	کچھ دیکھ سکیگا اسکو ناظر

تجلی سترہوین

پہلا ہے تعین اس کا وحدت — وہ ایک ہے محض قابلیت
ہر قابلیت ہے اسمین شامل — خارج نہین ایک سب ہین داخل
تجرید مین قابلیت ذات — سب محو ہین وصف و اعتبارات
ہو قابلیت سے بھی مبرا — ہوگا احدیت اسم اس کا
اس مرتبہ کی ہے خاص خصلت — باطن ازلیت اولیت
وحدت مین قابلے باثبات — پائی ہین صفات و اعتبارات
وحدت مین حقیقتین ہین ساری — وحدت مین ہوا شہود باری
پوری ہوئی وصف مین جو وحدت — پیدا ہوئی اس سے واحدیت
ہے واحدیت کی لازمیت — ظاہر ابدیت آخریت

واعتبارات مرتبه واحدیت بعضی ازان قبیل اند که
اتصاف ذات بآنها باعتبار مرتبه جمع است خواه
مشروط باشند بتحقق وجود بعضی حقایق کونیه
چون خالقیت ورازقیت وغیرهما وخواه
نباشند چون حیات وعلم وارادت وغیرها
وآنها اسما وصفات الهیه وربوبیت اند
وصورت معلومیت ذات متلبسه
بهذه الاسما والصفات حقایق الهیه است
وایشان ظاهر وجود بآنها موجب تعدد وجودی نیست. و
بعضی ازان قبیل اند که اتصاف ذات بآنها باعتبار مراتب
کونیه است چون فصول وخواص وتعینات که
ممیزات اعیان خارجیه اند از یکدیگر۔

اِس جا از روی اعتبارات — ہے جمع کی اتصاف بین ذات
تحقیق وجود کے موافق — پائے تفریق بابت حقایق
ہے ایک حقائق کیانی — اور ایک حقائق الٰہی
تحقیق کی شرط جیسا ہے یا — پھر کوئی حقیقتوں میں آئے
مشروط نہ ہوں تجھے یہ حقایق — مانند ثبات و تعلق ارادت
اسما الٰہیہ میں سے ہیں — اوصاف کہو جو ہیں یہ سب
صورت معلومیت میں آئی — اسم اور صفت کی شان پائی
صوفی بخطاب اصطلاحی — کہتے ہیں حقائق الٰہی
ظاہر میں جو ہو تو ہو تعدد — پر ہے نہ وجود کو تعدد
اور بعض میں ایسی اعتبارات — ہے ذات کو جن سے انتسابات
ہیں بعض میں اتصاف الٰہی — پر وجہ مراتب کونی
جس طرح تشخصات عالم — فصل اور تعینات عالم

وصور معلومیہ ذات مستلبستہً
بہ ہذہ لا لاعتبار است حقایق کونیہ است
وتلبس ظاہر وجود باحکام و
آثار ایشان موجب تعدد وجودیست۔
وبعضے ازین حقایق کونیہ را
عند سریان الوجود وفیہا باحدیۃ
جمع جمیع شئونہ وظہور آثارہا واحکامہا
باستعداد ظہور جمیع اسمار الہیست۔
سوی الوجوب الذاتی والاستغناء
علی اختلاف المراتب الظہور
شدۃً وضعفاً وغالبیۃً
ومغلوبیۃً۔

خارج کے تمیزات اعیان | تمیز سے ہین یہ سب نمایان

جسدم اعیان ثابت ذات | پائے ہین لباس اعتبارات

یان صورتین علم ذات حق کی | کہلائین حقایق کیانی

احکام ایسی حقیقتوں کے | ق | تلبیس وجود مین جب آئے

ظاہر آثار ان کے ہوکر | تعداد وجود پائے باہر

احدیت جمع ہین حقایق | سریان وجود کے ہین لایق

یا شان ظہور و حکم و آثار | سب کے سب پائے جبکہ اظہار

اسماء الٰہی ان سے پیدا | پورے سے پورے ہوئے ہویدا

ہوتی یہ تعینی وہ ذات جب | ظاہر ہوئے مختلف مراتب

یا صورت ضعف ہو کہ شدت | ستاریت کہ غالبیت

جن جن نامو سے ذات الٰہی | ویسی ویسی ہی شان پائی

کامل اسما سے ہین آئے | کامل انسان اسے بنائے

چون تحمل افراد انسانی از انبیا و اولیا۔
و بعضی را استعداد ظہور بعضے است دون
بعضے علی اختلاف المذکور چون سایر موجودات
و حضرت ذات با حدیتہ جمیع شیونہا الالہیتہ والکونیتہ
ازلاً و ابداً در جمیع این حقایق کہ تفاصیل مرتبہ واحدیت
اند ساریست و متجلی چہ در عالم ارواح و غیب و چہ در عالم
مثال و چہ در عالم حس و شہادۃ چہ در دنیا و چہ در آخرت
و مقصود ازین ہمہ تحقق و ظہور کمال اسمائیست کہ
کمال جلا و استجلاست کمال جلا یعنی ظہور او بحسب این
اعتبارات و کمال استجلا یعنی شہود او مر خود را بحسب ہمین
اعتبارات و این ظہور و شہود لیست عیانی
عینی چون ظہور و شہود مجمل در مفصل۔

پورے سے ہر شئی کا اسم نبیا ہیں
روشن ہیں تمام اولیا ہیں

ہیں بعض انہیں سے جیسا تھا
جن سے کہ ہوا ظہور اشیا

جیسی جن میں تھی قابلیت
پائی ویسی ہی کمالیت

پس تجلیہ شیون ذات باری کی
کوئی ہوں یا کہ ہوں الٰہی

ہو کر سب شامل حقیقت
پائی تفصیل واحدیت

ازلاً ابداً ہے ذات باری
ان میں تجلی اور سرائی

سب اعیان تھی پا ہی صور
کیا روح و مثال جسم نمو

ربنا میں ہے اختراعیت میں
الحاصل مجملہ حقیقت ہیں

تحقیق ظہور حق سے اچھا
مقصود ہوا کمال اسکا

جو وصف کمال کو ملا ہے
اک اجمالا اور اک جلا ہے

پہلا ہے جسکا ظہور جیسا
اجمالا ہے شہود سرکا

عینی میں عیان ظہور کا حال
تفصیل میں ہے شہود اجمال

بخلافِ کمالِ ذاتی کہ ظہورِ ذاتست مر نفسِ خود را
در نفسِ خود از برائی نفسِ خود بے اعتبارِ غیر و غیریت
و این ظہوریست علمی غیبی چون ظہورِ مفصل و مجمل
و غنا مطلق لازمِ کمال ذاتیست۔ و معنی
غنا مطلق آنست کہ شئون و اعتبارات
و احوالِ ذات باحکامہا و لوازمہا۔
علی وجہ کلی جملیکہ در جملہ مراتب حقائق الٰہی
و کونی مستہا یہ۔ مر ذات را فی تبلونہا
و اندراج الکل فی وحدتہا۔ مشاہدہ
ثابت باشد۔ بجمیع صورہا۔ و احکامہا۔
کما ظہرت و تظہر و تثبت و تشاہد۔
فی المراتب۔

بر عکس ایسے کمال ذاتی　　ظاہر ہوئی ذات خود بخود ہی

علمی عینی ظہور ہے یاں　　تفصیل بہ تفصیل ہو ہے یاں

اس طرح ظہور یاں ہے حاصل　　جیسے مجمل میں ہے مفصل

لازم ہے کمالِ ذاتی حق　　کہتے ہیں جسے شیون مطلق

احوال و شئون و اعتبارات　　احکام ہیں اور ہیں لوازم ذات

جو درج ہیں ساری ہی شیون　　شامل ہیں جو سب تعینوں

یہ ہوں جو حقائق الٰہی　　یا ہوں وہ حقائق کیانی

اجمال پہ کیفیات ساری　　ہیں درج بطورِ استتاری

کہتے ہیں اسے غناء مطلق　　مستغنی ہے اسی لیے حق

جتنی ہیں جو یہ شئون کہ ہیں یاں　　سب ذات کے ہی لحاظ میں ہیں یاں

اجمال مراتب و کمالات　　ہیں سارے وجود شاہد ذات

وحدت میں ہے اندراج کل کا　　دانہ میں درخت جیسے گل کا

وازین حیثیت از وجود جمیع موجودات مستغنی است کما قال سبحانہ تعالے ۔

إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ

رباعی

دامان غنای عشق پاک آمد پاک ز آلودگی وجود با مشتی خاک

چون جلوہ گر و نظارہ گر جملہ خود است گر ما و تو در میان نباشیم چہ باک

رباعی

ہر شان کہ صفت کشی حق دارد در خود ہمہ معلوم محقق دارد

در ضمن تعینات محتاج نیست از دیدن آن غنای مطلق دارد

رباعی

واجب کہ وجود بخش ہر مستغنی است واحد ز ہمہ جہت غنی و مغنی است

در خود ہمہ را چو دید و دانست بحق از دیدن شان و دانش خود مستغنی است

عالم جو نہو تو ہوا اُسسے کیا	آدم جو نہو تو ہوا اُسسے کیا

ثابت یہہ ہوا ہے اُس بیان سے
اللہ غنی ہے سب جہان سے

دامان غنا عشق ہے پاک	آلودہ کب اسکو کر سکے خاک
خود جلوہ گر و نظارہ گر ہے	تو بین نہ بین تو کیا خطر ہے
ہر شان اور وصف ہستی حق	معلوم ہے اُس مین اپنا ور حق
محتاج بھی ہے تو ہے وہ اپنا	در ضمن مقیدات دنیا
محتاجئ قید سے بری ہے	مطلق وہ شہود سے غنی ہے

واجب بد و نیک سے غنی ہے
واحد تعداد سے بری ہے
جب اپنے مین سب کو دیکھتا ہے
پروا باہر کی اسکو کیا ہے

لائحه هژدهم

چون تشخصات و تعینات افراد و انواع مندرجه تحت الحیوان را رفع کنی افراد هر نوعی در وی جمع شوند و چون ممیزات آن انواع را که فصول و خواص اند رفع کنی همه در حقیقت حیوان جمع شوند۔ و چون ممیزات حیوان را و آنچه با او در تحت جسم نامی مندرج است رفع کنی همه در جسم نامی جمع شوند۔ و چون ممیزات جسم نامی را و آنچه با او مندرج است تحت الجسم رفع کنی۔ همه در حقیقت جسم جمع شوند۔ و چون ممیزات جسم را و آنچه با او مندرج است تحت الجوهر اعنی العقول و النفوس رفع کنی همه در حقیقت جوهر جمع شوند و چون ما به الامتیاز۔ بین الجوهر و العرض را رفع کنی همه در تحت ممکن جمع شوند

تجلّی اٹھارویں

انواع کی گر خصوصیت کو — حیوان سے حد و رسم اٹھالو
افراد انواع کے رہینگے — لیکن حیوان ابھی رہینگے
نطق اور ہستی اگر نکل جائے — انسان کی خصوصیت نکل جائے
انواع کے امتیاز ہوں رفع — حیوانکی حقیقتوں میں ہوں جمع
گر یہہ جملہ ممیزات حیوان — جسم نامی میں ہوں نمایان
گر یہہ حیوان سے رفع ہونگے — جسم نامی میں جمع ہونگے
جسم نامی کے فصل کی قسم — ہے مشترک حقیقت جسم
جوہر سے ممیزات جسمی — اٹھیں تو رہے حقیقت اسکی
معنی جوہر کے ہیں اصولی — یعنی کہ نفوسی و عقولی

جوہر میں عرض میں جب ہو فرق
ممکن میں فصول سب ہیں غرق

وچون مابہ الامتیاز بین الممکن و واجب را رفع کنی
ہر دو در موجود مطلق جمع شوند کہ عین حقیقت و
جود است و بذات خود موجود است۔
نہ بوجود زاید بر ذات خود۔ و وجوب صفت
ظاہر اوست۔ و امکان صفت باطن او۔
اعنی الاعیان الثابتۃ الحاصلۃ علیٰ نفسہ متلبسا بشئونہ
واین تمیزات خواہ فصول باشند خواہ خواص
خواہ تعینات و تشخصات ہمہ شئون الہی اند
کہ مندرج و مندمج بودند در وحدت ذات اولاً
در مرتبۂ علم بصورت اعیان ثابتہ بر آمدند و ثانیاً
در مرتبہ عین بواسطۂ تلبس احکام و آثار
ایشان بظاہر وجود۔

ممکن جو احتجابین رفع دونون　　مطلق موجود ہی ہین ضم ہون

موجود بذاتہ جو صفات　　ہے عین وجود کی حقیقت

ہے ذات وجود پر نہ زاید　　اسپر نہ وجود کوئی عاید

زاید نہ وجود کے سوا ہے　　خود ہی موجود ہوگیا ہے

ظاہر کی صفت جو ہے بیان　　اسکے باطن کا وصف امکان

جب اسکے شئون لباس پائے　　اپنے ہی تجلیون مین آئے

ثابت اعیان ہین انکا حاصل　　صورت ہی شئون کی کامل

ہون خواہ تشخصات عالم　　یا ہون وہ تعینات عالم

یا فصل ہون یا خواص ساری　　سب ہین یہ شئون جو اعتباری

وحدت مین تمام مندرج ہین　　اک ذات مین جملہ مندرج ہین

جب علم کے مرتبہ مین آئے　　ثابت اعیان کی شکل پائے

پھر عین کے مرتبہ مین آکر　　آثار وجود مین ہے پایا

که تجلّی آئینه است مر باطن وجود را صور
اعیان خارجیه گرفتند پس نیست در خارج
الا حقیقتی واحد که بواسطه تلبس بشئون
و صفات متکثر و متعدد مینماید نسبت بآنان
که در مضیق مراتب محبوس اند و باحکام و آثار آن مقید

رباعی

مجموعه کون را بقانون سبق
کردیم تصفّح ورقاً بعد ورق
حقّا که ندیدیم و نخواندیم درو
جز ذات حق و شئون ذاتیّه حق

رباعی

با چند جهت جسم و ابعاد و جهات
تا گشت معین معدن حیوان و نبات
یک ذات فقط بود محقق نه دو ذات
این کثرت شیئی شئونست و صفات

ظاہر کے وجود کے لباسات
پاۓ اعیان و اہلیت
ظاہر تھا نہیں ہے کوئی صورت
جو شان حقیقت کا ہے سب اگر
لیکر احکام اور آثار

باطن کے وجود کے ہیں ظہور
شکل اعیان خارجیہ
خارج میں سوائے ایک حقیقت
تعدد و کثیر ہیں سب یا سر
اس قید جہاں میں ہے گرفتار

قانون کے پڑھے ہیں مشق ہو سکے
دیکھا کلم کتب جمری میں سارے
گر والے ورق ورق تا سے
با ذات و شئون ذات باری

کب تک حدیث کر کہیں یاد
جسم و جہت اور یہیں البعاد

ہم میں یہ سخن ہمہ بات کب تک
حیوان معدن نبات کب تک
صرف ایک ہی ذات کا ہے اثبات
باقی سب وہم ہیں شیوہ بات

لائحہ نوزدہم

مراد باندراج کثرت شئون در وحدت ذات نہ اندراج جزو است در کل یا اندراج مظروف در ظرف بلکہ مراد اندراج اوصاف و لوازم است در موصوف و ملزوم ہم چون اندراج نصفیت و ثلثیت و ربعیت و خمسیت الی مالانہایۃ در ذات واحد عددی زیرا کہ این نسب در وے مندرجند و اصلا ظہور ندارند تا آنگہ بتکرار ظہور درمراتب جز و اثنین و ثلثہ و اربعہ و خمسہ واقع شود۔ و ازینجا معلوم میشود کہ احاطۂ حق سبحانہ تعالیٰ بجمیع موجودات ہمچو احاطۂ ملزوم است بلوازم۔

تجلی انیسوین

ہوں ذات کے جیسے تشکلات بیٹھا
وہ تجلی ہین سبھی وحدت ذات

مقصد اسی اندراج کا ہے
عارف کا اسی سے مدعا ہے

ایسا نہین کل مین جزو آ کے
مظروف الگ ظرف مین سمایا

بلکہ موصوف مین ہین اوصاف
لازم ہین لازم آ گئے صاف

مثلاً چوتھائی یا تہائی
اک ذات کے اندر ہین سمائی

لاکھون حصے اگر بنینگے
ایک ہی ہین وہ سب سمینگے

جتنی ہین یہ نسبتین کہ ہین یان
وہ سب ہین منتزع ملامین

اصلا الگ نہین ہے اطوار
حیثیت الگ اک دو کی ہے مگر

یعنی ہے ایک دو کا آدھا
اور تین کا تیسرا ہے حصہ

اس سے معلوم یہ ہوا ہے
سب شے کا حق ہی الیس ذات ہے

حق اور اشیا سے یہ مفہوم
لازم کا احاطہ جیسے ملزوم

نه چون احاطه کل بجزو یا ظرف بمظروف. تعالی الله عما لا یلیق بجناب قدسه

رباعی

هر ذات حق از لحاظ شان معروفست　　شان چون صفتی است حق موصوفست

این قاعده یاد دار کانجا که حدیست　　نه جزو و نه کل نه ظرف نی مظروفست

لائحه (۲۰)

ظهور حقایق شئون و اعتبارات بسبب تلبس بظاهر وجود و عدم آن موجب تغیر حقیقت وجود و صفات حقیقیه او نیست ـ

ایسا نہ احاطہ اسکو سمجھو　　جسطرح سی جزو کل مین دیکھو
ایسی نہین خلق حق سی ہمدم　　مظروف و ظرف جیسی باہم
اسکی تو ہے شان سب سے برتر　　کیسے ہے یہ نسبت حق کی خلق
ذات حق ہین یہ سب مبرا　　رکھتے ہین جو اندراج بالذات
شان اسکی صفت کیطرح سمجھو　　اصطلاح کہ ذات حق ہو موصوف
سرتا بقدم جو ہے وہ رکھو　　جس جا پہ کہ جلوہ گر خدا ہو
جزو کل کا نشان نہین ہے　　مظروف اور ظرف وان نہین ہے

تجلی تیسوین

نسبتان اور اعتبار حق کے　　ہین وجود ظاہری سے
باطن جو ظہور اس جہان مین　　با ہم ہین پردہ نہان مین
ہر ذات وجود کی حقیقت　　اور اسکی حقیقی حلیہ و صفت
تبدیل کبھی نہ پا سکیگی　　تغییر مین وہ نہ آسکیگی

بلکہ مقتضی تبدل نسب و اضافات
است و آن مقتضی تغیر در ذات نی
اگر عمرو از مکان زید برخیزد و
و بر یسارش نشیند نسبت زید با او
مختلف شود و ذاتش با صفات
حقیقیہ خود ہمچنان برقرار و ہمچنین حقیقت
وجود بواسطۂ تلبس با امور شریفہ زیادتی
کمال نگیرد و بجہت ظہور در مظاہر خسیسہ
نقصان نپذیرد - نور آفتاب ہرچند بر پاک و پلید
تابد ہیچ تغیر بساحت نوریت او راہ نیابد
نہ از مشک بوی گیرد و نہ از گل رنگ
نہ از خار عار دارد و نہ از خارا ننگ -

بلکہ یہ ظہور اور خفیات — اور یہ وہی نسبتیں اضافات
ان کا ہونا رہے تبدل — پر ذات میں کچھ نہ ہو تخلل
بائیں سے عمر اگر جدا اٹھے — اور زید کے دہنی سمت بیٹھے
وہ زید کا اتصاف ہوگا — نسبت میں اختلاف ہوگا
جو وصف عمر کی ذات میں تھے — جیسے تھے ویسے ہی رہینگے
ایسی ہے وجود کی بھی حالت — جسکی سب جا ہے اک حقیقت
نیکی کا اگر لباس پائے — کچھ اسمیں کمال بڑھ نجائے
بد میں وہ اگر ظہور پائے — اس سے کوئی بات گھٹ نجائے
خورشید چمکتا ہی سب پے — کیا پاک ہو پلید بدتر
ہر نور میں ہو نہ کچھ تبدل — اسمیں آئے نہ کچھ تخلل
وہ مشک کی بو سے خوش نہی ہے — خوشبو بدبو سے وہ بری ہے
گل سے لیتا نہیں وہ کچھ رنگ — خار و خارا سے بھی ہیں تنگ

رباعی

چون جمع رزر فروغ خود جہان آراید
بر پاک و پلید اگر بتابد شاید
نے نور وی از ہیچ پلید آلاید
نے پاکی او ز ہیچ پاک افزاید

لائحہ بست و یکم

مطلق بے مقید نباشد و مقید بی مطلق صورت نہ بندد و اما مقید محتاج است بہ مطلق و مطلق مستغنی است از مقید پس استلزام از طرفین است و احتیاج از یکطرف چنانکہ میان حرکت ید و حرکت مفتاح کہ در ید است

خورشید کو ہے فروغ شایان
اسکو نکرے نجس نجاست

پاک اور نجس پہ چمک یکسان
پاکی سے بڑھے نہ کچھہ طہارت

تجلّی اکیسوین

مطلق نہووے مقید اصلا
بے مطلق ہو نہ قید جاننا

محتاجی تو قیدین لگی ہے
مطلق تقیید سے غنی ہے

تقیید مین ہے ضرور حاجت
مطلق مین غنا کی ہے ضرورت

ہین دونون طرف ہے لازمیت
اور ایک طرف فقط ہے حاجت

جیسے کنجی ہے اور ہے ہاتہہ
حرکت کنجی کی ہات کیساتہہ

تحریک کلید ہات مین ہے
اور ہاتہہ کا فعل ذات مین ہے

کنجی محتاج ہو گئی ہے
اور ہاتہہ اس فعل مین غنی ہے

کنجی ہے قید ہات مطلق
تقیید جہان مین ذات مطلق

رباعی

اے در حرم قدس تو کس را جائے
عالم بتو پیدا و تو خود پیدائے
ما و تو ز ہم جدا نئیم اما ہست
ما را بتو حاجت و ترا پروائے

و ایضاً مستلزم مقیدیست از مقیدات علی سبیل البدلیۃ نہ مستلزم مقیدی مخصوص و چون مطلق را بدلے نیست۔ قبلۂ احتیاج ہمہ مقیدات اوست لاغیرہٗ

اے تیرا حرم وہ قدس جا ہے
جھ کو نہ کوئی وان مجال کیا ہے
تجھ سے پیدا ہیں سب جہان ہے
تو خود ناپیدا اور نہان ہے

تو ہم تو جدا نہیں ہیں باہم
ہر دم رہتے ہیں تجھ سے ہمدم
لیکن مجھکو ہی تجھ سے حاجت
تجھکو میری نہیں ضرورت

از جملہ مقیدات عالم
مطلق سے مقید اک ہے باہم
ہر ایک جو قابل بدل ہے
مطلق کا اسیطرح عمل ہے
مخصوص نہیں مقید اس کا
مطلق کو نہیں ہے لازم اصلا
بیمثل وہ جبکہ بالیقین ہے
مطلق کا بدل نہیں نہیں ہے

جتنے ہیں مقیدات دنیا
وہ قبلہ ہے اُن کی حاجتون کا
کوئی نہیں غیر ذات مطلق
بے مثل ہے بے بدل ہے وہ حق

رباعی

قرب تو باسباب و علل نتوان یافت
بی سابقۂ فضل ازل نتوان یافت
بر هرکه بود توان گرفتن بدلے
تو بے بدلی ترا بدل نتوان یافت

رباعی

ای ذات تو از منبع تو نہ جوہر نہ عرض
فضل و کرمت نیست معلل بغرض
ہر کس نباشد تو عوض باشی ازو
و آنرا که نباشی تو کسے نیست عوض

استغناء مطلق از تقید باعتبار ذاتست۔ والا ظهور اسماء الوهیت۔ وتحقق نسبت ربوبیت بی مقید از محالات۔

اسباب و علل سے تیری قربت
حاصل جو کریں کہاں یہ وقعت
تجھ سے اُس وقت رابطہ ہو
گر فضل ازل سے واسطہ ہو
بے مانند و بدل جو تو ہے
مشکل ہیں تیری جستجو ہے
ہر اک کا بدل یہاں ملیگا
تیرا بدل کہاں ملیگا

اے! ذات تیری عوض نہ جو ہو
تیرا ہے مقام سب سے برتر
تیرا فضل و کرم ہے ایسا
محتاج عوض نہیں کسیکا
جسکا نہ ہو کوئی تو عوض ہو
تو نہ ہو تو عوض نہ پائیں کسکو

مطلق جب ذات ہو گئی ہے
تقیید سے اسلئے غنی ہے
ورنہ یہہ باعتبار اسما
تقیید میں آگئی ہے ایسا
اسماء الوہیت کے اظہار
تحقیق ربوبیت کے آثار

جب تک تقیید میں نہ آئیں
مشکل ہے جو ان ظہور پائیں

رباعی

ای باعثِ شوق و طلبم خوبیِ تو　　قربِ طالب بانست مطلوبیِ تو

گر آئینہ محبیِ من نبود
ظاہر نشود جمال محبوبیِ تو

لا - بلکہ ہم محبِ حق است وہم محبوب او - وہم طالبِ حق است وہم مطلوب او - مطلوب و محبوبست در مقامِ جمعِ احدیت و طالب و محب است در مرتبہ تفصیل و کثرت -

ای غیر ترا البتہ تو تیسرے لئے
خالی ز تو ہیچ مسجدے ودیرے لئے

دیدم ہمہ طالبان و مطلوبان را　　الجملہ توی و درمیان غیرے نے

مجھ مین جو یہہ شوق اور طلب ہے	تیری خوبی ہی کا سبب ہے
میری ہی طلب کا ہے یہہ شعبہ	مطلوبی کا تیری ہی تماشا
مین تیرا محب ہر آئینہ ہون	مین حسن کا تیرے آئینہ ہون
محبوبی تیری نہوتی ظاہر	ہوتا جو نہ آئینہ مین ناظر
ہان مین نے غلط کہی تھی یہہ بات	حق یہہ کہ محب ہے اسکی خود ذات
وہ جو دے محب ہی ہے محبوب	طالب ہو وہی وہی ہے مطلوب
احدیت جمع مین ہے مطلوب	احدیت جمع مین ہے محبوب
یعنے محبوب اور مطلوب	احدیت جمع سے ہے منسوب
کثرت تفصیل ہی کی خاطر	طالب و محب مین ہے وہ ظاہر
ایسا ہو تیرا کہ ہو کوئی غیر	سبکی تیرے سمت ہی ہے سیر
تجھسے خالی نہین کوئی جا	مسجد ہو کہ دیر یا کلیسا
طالب مطلوب سب کو دیکھا	جز تیرے کسیکو بھی نہ پایا

لائحہ بست ودوم

حقیقت ہر شئے تعین وجو داست در حضرت علم باعتبار شانیکہ آن شئے مظہر اوست۔

تا خود وجود متعین بہان نشان در ہان حضرت و اشیار موجودہ عبارت اند از تعینات وجود باعتبار انصباغ ظاہر وجود بآثار واحکام حقایق ایشان یا خود وجود متعین بہین اعتبار از وجہیکہ حقایق ہمیشہ در باطن وجود پنہان باشند۔

تو ہی تو سب جگہ عیان ہے	یان کوئی نہ غیر درمیان ہے

تجلی بائیسوین

ہر شے مین جو ہے حقیقت اسکی	ق	بس ہے وہ تعین وجودی
جو حضرت علم مین نہان ہے		ظاہر مین مگر نہین عیان ہے
اس شان کی رو سے خاص وہ شے		اسکی مظہر یہان یہی ہے
یا خود یہ وجود بھی اسی مین		ہوگا متعین علم ہی مین
اشیا موجود جتنی ہونگی		سب ہین وہ تعین وجودی
آثار انکی حقیقتون کے	ق	احکام وجود ظاہری کے
جب تک وجود مین وہ آئے		شے موجود نام پائے
یا دوسری طرح سے یہ سمجھو	ق	تحقیق وجود ظاہری کو
باطن مین وجود کے حقائق		پنہان ہے کہ سب ہین باقی

واحکام و آثار ایشان در ظاهر وجود
پیدا از براکہ زوال صور علمیہ از باطن
وجود محالست والا جہل لازم آید۔
تعالی اللہ عن ذالک علواً کبیراً

رباعی

ما اسم وجود و اعتبارات وجود
در خارج و علم عارض ذات وجود
در پردۂ ظلمت عدم مستوریم
ظاہر شدہ عکس ما ز مرآت وجود

پس ہر شئے بحسب حقیقت وجود یا
وجود متعین است۔

اس صورت میں جو خوبی — پاتا ہے تعین وجودی

آثار حقائق۔ آخری ہیں — پیدا ہیں وجود ظاہری میں

کیونکہ علمی صور ہوں جو ایل — باطن سے وجود کی جو تشکیل

گر صورت علم ہو نہ قائم — آجائیگا جہل اسمیں لازم

اعلے ہو کوئی کہ اس سے اعلے — سب سے اعلے ہے حق تعالے

ہم آپ وجود ہی ہیں بالذات — خارج میں ہیں اسکے اعتبارات

اور علم کا بس یہی اثر ہے — عارض ذات وجود پر ہے

ظلمت میں عالم کی ہم نہاں ہیں — مرآت وجود میں عیاں ہیں

عکس اپنا ہے آئینہ میں ظاہر — ہم اپنے ہی عکس کے ہیں ناظر

پس ہر شے کی ہے ایسی حالت — اندر ہی وجود اور حقیقت

ایسی یہ صفت وجود کی ہے — یا خود متعین آپ ہی ہے

یا تعین عارض مر د وجود را تعین صفت
متعین او ست۔
صفت باعتبار مفهوم اگرچه غیر
موصوف ست باعتبار وجود عین او ست
و تغایر بحسب مفهوم و اتحاد بحسب وجود
موجب صحت حمل است۔

رباعی

همسایه و همنشین و همره همه او ست
در دلق گدا و اطلس شه همه او ست
در انجمن فرق و نهانخانهٔ جمع
بالله همه او ست ثم بالله همه او ست

یا خاص وجود ہے مقرر — عارض ہے تعین اسکی اور
جسکے متعینات ہونگے — وصف انکے تعینات ہونگے
متعینات
مفہوم کی رو سے ہے یہ معروف — ہر چند ہیں غیر وصف موصوف
لیکن موصوف وصف دونوں — از روی وجود عین ہی ہوں
حسب مفہوم غیریت ہے — اور حسب وجود عینیت ہے
مذکور یہ جس قدر بیان ہے — بس موجب صحت گمان ہے

ہمسایہ و ہمنشیں وہی ہے — ہمراہ اور ہمرہیں وہی ہے
اطلس میں امیر کی وہی ہے — گدڑی میں فقیر کی وہی ہے

یا فرق کی انجمن عیاں ہو
یا جمع کا خانہ نہاں ہو
ہو کوئی گدا کہ ہو شہنشا
باللہ وہی ہے ثم باللہ

لائحۂ بیست و سوم

حقیقت وجود اگرچہ بر جمیع موجودات ذہنی وخارجی مقول ومحمول میشود اما او را مراتب متفاوت است بعضہا فوق بعض و در ہر مرتبہ او را اسامی و صفات ونسب واعتبارات مخصوصہ است کہ در سائر مراتب نیست

چون مرتبۂ الوہیت و ربوبیت و مرتبۂ عبودیت وخلقیت۔ پس اطلاق اسامی مرتبۂ الوہیت مثلاً چون۔ اللہ و رحمٰن و غیرہما۔

تجلی تئیسویں

سب میں ہے حقیقت وجود کی — موجود ہوں خارجی کہ ذہنی
ہر چند گمان ہے سب کا اکثر — ظاہر ہے وجود سب میں یکسر
پر ہے بمراتب تفاوت — یعنی بعضے میں اسکی حالت
ہر ایک کا مرتبہ جدا ہے — ہر ایک میں فرق ہی رہا ہے
ایک ایک کو اسم ہے صفت ہے — ہر ایک کی جدا خصوصیت ہے
ایسے ہی نسب اور اعتبارات — ہر ایک کی جدا ہیں اتصافات
ہیں ایک میں ایک میں نہیں ہیں — مخصوص کہیں ہیں کہیں نہیں ہیں
جیسے کہ الوہی اور ربوبی — ہیں خاص مراتب الہی
جو خلق و عبودیت کی ہیں شان — مخلوق کیواسطے ہیں شایان
جیسا اسم رحیم و رحمان — ہیں خاص ہے مظہرات سبحان

بمراتب کونیّہ عین کفر محض زندقہ باشد۔
و ہمچنین اطلاق اسامی مخصوصہ بمراتب کونیّہ بر مرتبۂ الہیّہ غایت ضلال و نہایت خذلان باشد۔

رباعی

ای بردہ گمان کہ صاحب تحقیقی
وندر صفت صدق و یقین صدیقی
ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد
گر حفظ مراتب نکنی زندیقی۔

لائحہ بیست و چہارم

وجود حقیقی یکی بیش نیست و آن عین وجود حق و ہستی مطلق است۔

بس شانِ الوہیت کے سوا | شان کوئی ہیں ہونگے بیجا
مخلوق کا نام ہو نہ خالق | مرزوق کا نام ہو نہ رازق
زندیقیت ہو محض پیدا | عین کفر اس سے ہے ہویدا
ناسوت کا اس طرح سے اطلاق | ق | جو ہیں مخصوص بہر آفاق
اللہ کے مرتبہ پہ گر ہو | گمراہی و خذل میں بسر ہو

اس شبہہ میں تمکو ہے پیدا | میں بھی ہوں بڑا محقق اس جا
اس صدق و یقین کی وثاقت میں ہم | صدیقیت میں ہو گئے گم
ہر مرتبۂ وجود اس جا | رکھتا ہے وہ خاص حکم اپنا
گر ہو نہ حفاظت مراتب | زندیق بنیں گے آپ صاحب

تجلی چوبیسویں

بس ایک وجود ہے حقیقی | زاید نہ سوا ہے اس سے کوئی
ہے عین وجود ذاتی حق | جسکی ہستی ہے عین مطلق

اما او را مراتب بسیار است - اول مرتبه
لاتعین و عدم انحصار است -

و اطلاق از هر قید و اعتبار ازین حیثیت
منزه است از اضافات نعوت و صفات
و مقدس است از دلالت الفاظ لغات
نه نقل را در نعت جلال او زبان عبارت
و نه عقل را بکنه کمال او مکان اشارت
هم ارباب کشف از ادراک حقیقتش
در حجاب - و هم اصحاب علم از اصل
فطرتش در اضطراب -

غایت نشان او بی‌نشانی است و نهایت
عرفان وی حیرانی -

سمجھے ہیں وہ اثبات اسکے | تقسیم ہوئے ہیں اسطرح سے
سب سے پہلا ہے لاتعین | جسکو کہیں حضرت بالیقین
قید و اطلاق سے بری ہے | اس حیثیت سے وہ غنی ہے
ہے ذات منزہ از اضافات | جسمیں نہ نعوت و اتصافات
وہ پاک ہے سب دلالتوں سے | الفاظ و لغت کی حجتوں سے
گم ہے انعت جلال میں نقل | عاجز کنہ کمال میں عقل
اور اسکی حقیقتوں کا ادراک | کیا ہو سکے اہل کشف سے خاک
ذی کشف یہاں حجاب میں ہیں | ذی علم بھی اضطراب میں ہیں
عارف ہیں معرفت میں عاجز | عاقل ہیں کنہ ہیت میں عاجز
عارف ہیں نہ معرفت کا امکان | حیرانی ہے اسکی حد عرفان

پھر اسکے نشان کی ہے غایت
یعنی وہ ہے بے نشان نہایت

رباعی

ای در تو عیانها نهانها همه هیچ
پیدا و نهفتها و گمانها همه هیچ
از ذات تو مطلقا نشان نتوان داد
کانجا که تویی بود نشانها همه هیچ

رباعی

هر چند که جان عارف آگاه بود
کی در حرم قدس تواش راه بود
دست همه اهل کشف ارباب شهود
از دامن ادراک تو کوتاه بود

رباعی

این عشق که هست جزو لاینفک ما
حاشا که شود بعقل ما مدرک ما
خوش آنکه ز نور او دمد صبح یقین
ما را برهاند از ظلام شک ما

ای تجھ میں عیانیاں ہیں سب ہیچ
سب ہیچ ہے یاں یقین اور فہم

ای تجھ میں نہانیاں ہیں سب ہیچ
سب ہیچ ہے یاں گمان اور وہم

مطلق نہیں یاں ترا نشان ہے
سب ہیچ نشان ہے تو جہان ہے

ہر چند ہے جان عارف آگاہ
دامن دراک کنہ حق کا

پر قدس حرم میں پائی کس نے راہ
یاں ہاتھ کسی کے بھی نہ آیا

کیا کشف و شہود کی ہے ہستی
کوتاہ ہے یاں درازدستی

لا ینفک جبر و عشق اپنا
ہوتا گر نور اس سے پیدا

مدرک نہ ہو عقل سے وہ حاشا
ہوتی اب صبح یقین ہویدا

پھر ظلمت شک وہی نکالے
ایسے اللہ ہنر سے بچا لے

مرتبهٔ ثانیه تعین اوست به تعین جامع مر جمیع تعینات فعلیهٔ وجوبیهٔ الٰهیه را و جمیع تعینات انفعالیهٔ امکانیهٔ کونیه را و این مرتبه مسمی است به تعین اول۔ زیرا که اول تعینات حقیقت وجود است و فوق او مرتبهٔ لاتعین است۔

لا مرتبه غیر۔

و مرتبهٔ ثالثه احدیهٔ جمع جمیع تعینات فعلیهٔ مؤثره است۔

و این مرتبهٔ الوهیت است۔ مرتبهٔ رابعه تفصیل مرتبهٔ الوهیت است۔ و این مرتبهٔ اسماء و حضرت ایشان است۔

ق جو دوسرا مرتبہ ہے اسکا — ہیں جمع تعینات اشیا
سب ہیں جو تعین الٰہی — فعلی ہوں یا کہ ہوں جو جبلی
اور جملہ تعینات کونی — امکانی ہوں کہ انفعالی
ہیں وقت وجود کی حقیقت — پائی جو تعینوں میں کثرت
یاں ہے جو تعینوں میں پہلا — اول ہے تعین اسم اسکا
تہا فوق میں اسکے لاتعین — جس جا نہ کوئی ہوا تعین
جب تیسرے مرتبہ میں آیا — احدیت جمع نام پایا
پس جتنے تعین اس جگہ ہیں — فعلیہ اور شیونیہ ہیں
جتنے ہیں تعینات اس کے — فعل اور تاثیر کرنیوالے
یہ مرتبہ الوہیت ہے — پس اسکی یہی خصوصیت ہے
بعد اسکے جو مرتبہ ہے چوتھا — ہے مرتبہ جمیع اسما
اس مرتبہ الوہیت کی — تفصیل اسمیں ہے پوری پوری

واعتبار این دو مرتبه از حیثیت ظاهر
وجود است که وجوب وصفت خاص
اوست - مرتبهٔ خامسه احدیته -
جمع جمیع تعینات انفعالیه است -
که از شأن ایشانست -
تأثیر و انفعال - و این مرتبهٔ کونیه
امکانیه است -
مرتبهٔ سادسه تفصیل مرتبهٔ کونیه
است -
که مرتبهٔ عالم است و عروض این
دو مرتبه باعتبار ظاهر علمست که امکان
از لوازم اوست -

یہ دو مراتب آخری ہین ‏ — ‏ از روئے وجود ظاہری ہین
دونونکی بہی ہے وجہ تعریف ‏ — ‏ اسکی ہے وجوب خاص توصیف
جو پانچوان مرتبہ ہے اسکا ‏ — ‏ احدیت جمع ہے بہی ہوگا
چارم تجسیم کا ایک نام ‏ — ‏ ہر ایک کا گرچہ جدا رہا کام
دونون ہین فرق سی ہین جیالی ‏ — ‏ فعلی وہ تھا یہ انفعالی
ہین جمع تعینات جہان ‏ — ‏ اُن مین ہے بس انفعال کی شان
فعلیہ ہے وان حصول کرنا ‏ — ‏ یان اسکا اثر قبول کرنا
اس وجہ یہ مرتبہ ہے معروف ‏ — ‏ امکان اورکونسے ہے موصوف
بعد اسکے جو مرتبہ چہٹا ہے ‏ — ‏ وہ عالم کا ہی مرتبہ ہے
اجمال مین وان جو کو نہ تھا ‏ — ‏ تفصیل اُسکی ہوئی ہے ایجا
اعراض ان دونون مرتبونکے ‏ — ‏ ہین ظاہر علم کے سبب سے
معلوم ہوا اسی سبب سے ‏ — ‏ امکان ہے لوازمات اُسکے

وان تجلی اوست بر خود بصور حقایق و اعیان ممکنات پس فی الحقیقت وجود از یکے بیش نیست که در جمیع این مراتب و حقایق که بتفصیل مرتبه احدیت اند مرتبه دران ساریست و وی درین مراتب و حقایق عین این مراتب و حقایق است چونکه این مراتب و حقایق در وے عین وے بودند.

حَيْثُ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَّعَهٗ الشَّيْءُ

رباعی

هستی که ظهور میکند در همه شئ
خواهی که بری بحال وی پا بنهی

رو بر سر مے حباب را بین که چسان
مے در وی بود و اندرو وی در مے

اپنے جملہ حقیقتون سے
خود آپ تجلی اپنی پاکر
اک ہی ہے وجود کی حقیقت
احدیت سے ہوا تنزل
ترتیب سے جملہ مرتبون مین
کیونکہ یہہ حقائق و رتبات

ممکن اعیان کی صورتون سے
ظاہر ہوا مرتبون مین آکر
جسنے پائی ہے آپ کثرت
پائے تفصیل مرتبے کل
ساری ہوا سب حقیقتون مین
تھے عین وجود مطلق ذات

اللہ ہی تھا نہتی کوئی شے
اب بھی اُسی شان مین وہی ہے

ہستی ہر شے مین ہے جو ظاہر
باطن شے مین ہے جو کنہ دیکھہ

ہوتا ہے تجھے گر اس سے باہر
گنج عرفان حق کھلا دیکھہ

مے ہر کف ہی سو کف ہے خود مے
کف مے مین ہے نہین کوئی شے

رباعی

بر لوح عدم لوایح نور قدیم | لائح گردید کس درین سر محرم
حق را مشمر جدا ز عالم زیرا | عالم همه در حق است و حق در عالم

لائحه بیست و چهارم

حقیقت الحقایق که ذات الٰهی است تعالی شانه حقیقت همه اشیا است و او فی حد ذاته واحد است که تعدد را با وی راه نیست۔

اما باعتبار تجلیات متکثره و تعینات متعدده در مرتبه تارة حقایق جوهریه متبوعه است و تارة حقایق عرضیه تابعه۔

اس نغمۂ قدم کی جب تجلی
پوری لحنِ عدم مین چمکی

کوئی اس سے ہوا نہ محرم
محرم جو ہوا سو ہے وہ آدم

عالم حق کے سوا نہ سمجھو
حق اور عالم جدا نہ سمجھو

حق اور عالم مین ایسے باہم
عالم حق مین ہے حق مین عالم

تجلی پچیسوین

اللہ کی ہے جو ذاتِ مطلق
کہتے ہین حقیقت الحقایق

جو سب اشیا کی ہے حقیقت
ذاتِ احد ہے اسکی صورت

ذاتِ واحد احد نہین ہے
یہ واحد کچھ عدد نہین ہے

از روئے تجلیاتِ بیحد
پائی ہے تعینات بیحد

لگا ہے یہ حقایق جو اسمہ
متنوع کی شان مین ظاہر

لگا ہے اُن کا عرض ہی ہے
وحدت تابع مین اُنکی ہے

حاکم ہے کہین کہین ہے محکوم
عالم ہے کہین کہین ہے معلوم

پس ذات واحد بواسطهٔ صفات متعدده جواهر واعراض متعدده متکثره مینماید۔ ومن حیث الحقیقه یکیست که اصلا متعدد و متکثر نیست۔

رباعی

ای بر سر این چو آن نازده خط
در جملهٔ کائنات بی سهو و غلط
پندار دوئی دلیل احولیست و سقط
یک عین فحسب وان یکیست فقط

این عین واحد از حیثیت تجرد واطلاق از تعینات و تقییدات مذکوره حقست و از حیثیت تعدد و تکثر که بواسطهٔ تلبس او به تعینات مینماید خلق است و عالم. پس عالم ظاهر حق است وحق باطن۔ عالم پیش از ظهور عین حق بود۔ وحق بعد از ظهور عین عالم۔

بس ایک ہے اپنی ذات سے ذات	جسکے ہین بہت سے اضافات
جن کے اعراض اور جواہر	اس کثرت سے ہوئے ہین ظاہر
ورنہ از روئے یک حقیقت	اسمین اصلا نہین ہے کثرت
ای حرف این وآن کے سیر	کھینچا نہ خط یقین سراسر
تو اپنی سمجھ پہ حرف لایا	پر حرف دوئی نہین مٹایا
اپنے پندار پر ہے نازان	ہے وہم دوئی دلیل ہجران
اس جلوہ جہان مین غیر شبہات	اک عین ہے بس فقط اک ذات
تقیید و تعینات آفاق	از روئے تجرد اور اطلاق
ہین عین وجود ذاتی حق	شان اسکی مجرد اور مطلق
از روی تکثر و تعدد	پاتا ہے وجود عین ہی خود
عالم کے لباس مین جب آیا	پایان عالم و خلق نام پایا
بس یہ عالم ہے ظاہر حق	باطن عالم کا حق ہے مطلق

بلکه فی الحقیقت یک حقیقت است ـ و ظهور و بطون و اوّلیّت و آخریّت از نسب و اعتبارات اوست ـ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ

رباعی

در شکل بتان نیز ز عشاق حقیقت
لا بل که عیان بهمه آفاق حقیقت
چیزی که بود ز روی تقیید جهان
والله که همان بود ز روی اطلاق حقیقت

رباعی

چون حق بتفاصیل شئون گشت عیان
مشهود شد این عالم پر سود و زیان
گر باز روند عالم و عالمیان
با رتبه اجمال حق آیند همان

عالم کے ظہور سے ہے پہلے　　عالم کو عین حق سمجھے

اور بعد ظہور خلق و آدم　　حق ہو گیا آپ عین عالم

بلکہ حق تھا جو پوچھتے ہو　ق　پس ایک حقیقت اسکو جانو

اور اسکا بطون ہوا اولیت　　اور اسکا ظہور ہوا آخریت

دراصل ہے اک حقیقت ذات　　یہ اسکے نسب او ر اعتبارات

اول ہے وہی وہی ہے آخر　　باطن ہے وہی وہی ہے ظاہر

صورت میں تعینوں کے پرفن　　حق ہی تو ہے عاشقوں کا رہزن

ہاں بار اغلاط مرا بیان ہے　　حق ہے کہ سب میں حق عیان ہے

تقیید کی رو سے ہے جو آفاق　　واللہ حق ہے ز روی اطلاق

تفصیل و شیون ذات باحق　　وابستہ سود و زیان میں آئی

والیس اس سمت اگر جہان ہوا
حق کا اجمال درمیان ہوا

لائحہ بست و ششم

شیخ رضی اللہ عنہ در فص شعیبی میفرماید کہ عالم
عبارت است از اعراض مجتمعہ قا
واحد کہ حقیقت ہستی است
و آن متبدل و متجدد میگردد
مع الانفاس و الآنات در ہر
آنے عالم بعدم میرود و مثل آن
بوجود می آید و اکثر اہل عالم ازین معنی
غافل اند۔ کما قال سبحانہ تعالےٰ
بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ۞ پ ۲۶ سورۃ القاف
و از ارباب نظر کسے برین مطلع نشدہ است

تجلی چھبیسوین

ق

ارشادِ جنابِ شیخ اکبر
ہے فصِّ شعیب مین مقرّر

عین احد ہے فی الحقیقت
ہستی کی جو ایک ہے حقیقت

جسمین اعراض ہین فراہم
فرماتا ہے شیخ اسکو عالم

ہر دم رد و بدل ہے اسمین
ہر آن نیا محل ہے اسمین

ہر دم عالم عدم مین جانا
پھر مثل اسکے وجود پانا

عالم والے ہین اس سے غافل
اکثر معنی سے اسکے جاہل

دیکھو تو ذرا اٹھا کے قرآن
ہے سورۂ قاف مین یہ فرمان

بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ۔ پ ۲۶

بلکہ ان پر ہے شک کا پرتو
پیدا کرنے سے از سر نو

علما جو صاحب نظر ہین
اسکے معنی سے بیخبر ہین

مگر اشاعرہ در بعضی اجزائی عالم کہ اعراض است۔ حیث قالوا الاعراض لا یبقی زمانین۔ دیگر حسبانیہ کہ معروف اندبہ سوفسطائیہ۔

در ہمہ اجزائی عالم چہ جواہر وچہ اعراض وہریک از فریقین من وجہی خطا کردہ اند اما اشاعرہ بسبب آنکہ اثبات جواہر متعددہ کردہ اند۔ ورائے حقیقت وجود واعراض متبدلہ متجددہ را بانہا قائم داشتہ وندانستہ اند کہ عالم بجمیع اجزا نیست۔

کرتے ہیں اشاعرہ یہ یعنی ۔ اسطرح انہوں نے اسکو جانا
یعنے عالم کے بعض اجزا ۔ رہتے نہیں دو زمان میں یکجا
حسبانیہ لقب ہے جنکا ۔ سوفسطائی ہے عرف انکا

ق

اسطرح سے ہے بیان انکا ۔ بعضے نہیں بلکہ جملہ اجزا
یعنے جوہر عرض ہے باہم ۔ جملہ اجزا ہیں بیچ عالم
ہر ایک فریق نے خطا کی ۔ باقی نہیں عینیت خدا کی
ہے اہل اشاعرہ میں اثبات ۔ جوہر نہیں ہے سوائے یک ذات
یعنے کہ وجود کی حقیقت ۔ جوہر کو نہیں ہے اس میں نسبت
جوہر اور عرض دونوں ملکر ۔ تبدیل میں آ رہے ہیں یکسر
پیدا و فنا ہوئے نہ جانا اصلا ۔ ہر دم ردّ و بدل ہے ایسا

اجزا عالم کے سب عرض ہیں
تبدیل میں جاری الغرض ہیں

گر اعراض متجددہ متبدلہ مع الانفاس و الآنات کہ در عین واحد جمع شدہ اند و در ہر آنے ازین عین زایل میشوند۔
و امثال آنہا بوے متلبس میگردند۔
پس ناظر بواسطہ تعاقب امثال در غلطی افتد۔
و می پندارد کہ آن امر یست واحد مستمر۔

کما یقول الاشاعرۃ فی تعاقب الامثال علی محل العرض من غیر خلو آن من شخص من العرض المماثل للشخص الاول فیظن الناظر انہا امر واحد مستمر

اعراض نئے بدل رہے ہین
ہر آن نئے نکل رہے ہین

عین احد مین ہین فراہم
زائل ہوتے چلے ہین ہر دم

ہر آن مین مثل انکے پیدا
ہو کر منکر ہین پھر ہویدا

ناظر اسے دیکھکر پہسا ہے
دہوکے ہی مین بس آ گیا ہی

ہے قول شاعرہ کا یہین
امثال کا ہے تعاقب یہین

عالم اعراض کا محل ہے
جسکا ہر آن مین بدل ہے

اک آن مین ہے کسی کا جانا
اور دوسرا مثل اس کے آنا
آنا جانا رہا مسلسل
ہے ایک کا اک عرض مماثل
ناظر کا گمان بس یہی ہے
اک ہی شے ہے جو چل رہی ہے

رباعی

بحریست نه کاهنده نه افزاینده
امواج برو رونده و آینده
عالم چو عبارتست ازین امواج
نبود دو زمان بلکه دو آن پاینده

رباعی

عالم بود ار نه ز عبرت عاری
نهر جاری بطور های طاری
وندر همه طور های نهر جاری
سریست حقیقت الحقایق ساری

اما خطاء سوفسطائیه آنست که مع قولهم بالتبدل فی العالم باسره متنبه نشده اند بآنکه یک حقیقت است که متلبس میشود بصور و اعراض عالم موجودات متعینه متعدده مینماید و ظهور نیست اورا در مراتب کونی جز باین صور و اعراض چنانکه وجود نیست درخارج بدون او۔

گھٹتا بڑھتا ہی نہیں سمندر	آتی جاتی ہیں موجیں یکسر
عالم بمثال موج دریا	جسمیں وہ زماں نہیں ہیں یکجا
پانی جس طرح سے رواں ہے	عالم پایندہ اور رواں ہے
عالم جو گذر رہا ہے اسکو	عبرت کی نگاہ سے تو دیکھو
بہتی چلی جا رہی ہے اک نہر	اور اسپہ رواں ہیں لہر پہ لہر
یہہ نہر جو یکساں ہے جاری	لہروں میں یہہ کیفیت ہے ساری
یہہ بھید سمجھنے کے لایق	ساری ہے حقیقت الحقایق
سوفسطائی کی یہ خطا ہے	ان کا یہہ قول ناروا ہے
یعنی عالم میں ہے تبدل	آگاہ نہیں وہ اس سے بالکل
اکثر کثرت میں اک حقیقت	موجود جہان کی باقی صورت
جو کچھہ ہے یہ اختلاف ظاہر	اعراض و صور میں صاف ظاہر
خارج میں وجود ہی نہیں ہے	بس عین ہی عین ہر کہیں ہے

رباعی

سوفسطائی کہ از خرد بیخبر است | گوید عالم خیالی اندر گذر است

آرے عالم ہمہ خیالست و لے
پیوستہ در و حقیقتے جلوہ گر است

واما ارباب کشف وشہود می بینند کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ در ہر نفسے متجلیست تجلی دیگر۔ و در تجلی او اصلاً تکرار نیست یعنی در دو آن بیک تعین و یک شان متجلی نمیگردد بلکہ در ہر نفسے بہ تعین دیگر ظاہر میشود و در آنے بشانے دیگر متجلی میگردد۔

سوفسطائی نہ راہ پر ہیں | گمراہ ہیں اس سے بے خبر ہیں
انکا ہے سخن غرض سے خالی | عالم کو جو کہتے ہیں خیالی
بیشک عالم تو ہے خیالی | لیکن وہ خیال کب ہے خالی
واہم یہ خیال کی ہے حالت | جلوہ گر اس میں ہے حقیقت
لیکن در اصل بات اک ہے | مشہود وہ اہل کشف پر ہے
وہ حق سبحانہ تعالے | ہر دم متجلی ہونیوالا
ہر شان میں اک نئی تجلی | ہر آن میں اک نئی تجلی
جو ہو گئی وہ نہ آئیگی پھر | کچھ اور ہی شان لائیگی پھر
آئے نہ وہی تجلی ہر بار | اصلا ہوگی نہ اُس کی تکرار
ایسی نہ تجلی اسکو تو جان | دو آن میں اک تعین اک شان

ہر شان میں اک نیا تعین —
ہر آن میں اک نیا تعین

رباعی

هستی که عیان نیست و آن در شانی
در شان دگر جلوه کند هر آنی
این نکته بجو ز کل یوم فی شان
گر بایدت از کلام حق برهانی

وسر درین آنست که حضرت حق را سبحانه تعالیٰ اسماء متقابله هست بعضے لطفیه و بعضے قهریه۔ و همه دائما در کار اند۔ و تعطیل بر هیچ یک جائز نه پس چون حقیقتے از حقایق امکانیه بواسطه حصول شرایط و ارتفاع موانع مستعد وجود گردد۔ رحمت رحمانیه او را در یابد۔

ہر دم یکتا ہیں وہ ہستی — دو آن میں ایکساں نہ ہوگی

جلوہ فرما ہے وہ ہر اک آن — جسکی ہر دم نئی ہے اک شان

یہ نکتہ حق ہے جسکی برہان — قرآن میں ہے کل یوم ہو فی شان

جو ہیں سبکے اسمیں اسکے — اسماء متقابلہ ہیں حق کے

لطفیہ ہیں بعض نام اسکے — قہریہ ہیں بعض نام اسکے

جتنے ایسے ہیں نام معروف
اپنے کاموں میں سب ہیں مصروف

سبکو کرنی ہے اسکی تعمیل — جائز نہیں ایک کو بھی تعطیل

ہیں امکانی جو ہیں حقائق — ہر ایک حقیقت اپنے لائق

جب اسکے حقیقت شروط راست آئیں
اور انکے موانعات جائیں

وہ مستعد وجود اگر ہو — رحمت رحمان کی کارگر ہو

و بر وے افاضت وجود کند و
ظاہر وجود بواسطۂ تلبیس بآثار و احکام
آن حقیقت متعین گردد بتعینے خاص۔
و متجلی شود بحسب آن تعین۔
بعد ازان بسبب قہر احدیت حقیقی کہ
مقتضی اضمحلال تعینات و آثار کثرت
صوریست از آن تعین منسلخ گردد۔
و در ہمان آن انسلاخ بر مقتضائی
رحمت رحمانیہ۔
بتعینے دیگر خاص کہ مماثل تعین
سابق باشد متعین گردد و در آن ثانی
بقہر احدیت مضمحل گردد۔

تاثیر دکھائے اسم رحمان
جب اسمِ وجود کا ہو فیضان

لیکر احکام اور موثر
آتا ہے نظر وجود ظاہر

اک خاص وجود کا تعین
ہو جاتا ہے وہ بالتعین

یاں جب یہ تعین اک حقیقت
بنتی ہے تجلی ایک صورت

بعد اسکے وہ شان نام باقی ق
کہلاتے صدیقہ حقیقی

جتنے کہ تعین اور ہیں
انکی کثرت سے جو صورتیں

اس قہر کا بس یہی اثر ہو
کرتا ہے مفصل اثر کو

ظاہر جو ہوا تھا اک تعین
کر دیتا ہے محو بالتعین

کر لیتی ہی یہ جو اسکو آن میں
رحمن کی رحمت آگئی وان

پھر خاص تعین اس میں پیدا
پہلے فنا پھر ہوا تھا جیسا

سابق کی طرح تعین آئے
پھر اسکو اک آن میں اڑائے

تعینی دیگر بر رحمت رحمانیه حاصل آید
هذا الا ما شاء الله پس در هیچ دو آن
بیک تعین تجلی واقع نشود.

و در هر آنی عالمی بعدم میرود و دیگری
مثل آن بوجود می آید. اما محجوب بجهت
تعاقب امثال و تناسب احوال
می پندارد که وجود عالم بر یک حالست
و در ازمنهٔ متوالیه بر یک منوال.

رباعی

سبحان الله زهی خداوند ودود　　مستجمع فضل و کرم و رحمت و جود
در هر نفسی برد جهانی بعدم　　وآرد دگری چو آن جهان ز عدم بوجود

رحمت رحمٰن کی پہر ہو موجود / کردے پہر قہر اُسکو مقصود

ایسی ہی رہے ہر یک تجلی / جب تک کہ رہی خدا کی مرضی

دو آن مین ایک ہی تعین / پائے نہ تجلی بالتعین

پس ایک عالم ہوا جو مفقود / پہر دوسرا مثل اُسکے موجود

ق

لیکن محجوب ہے جو عاری / یہ اسکی نگاہ مین ہے طاری

امثال کا دیکھکر تعاقب / احوال کا دیکھکر تناسب

دہوکا وہ سخت کہا رہا ہے / پہلے اسکو یقین آ رہا ہے

عالم کا وجود ہے جو دائم / بس ایک ہی حال پر ہے قائم

یارب تجھ مین ہے صفت جو جود / فضل و کرم اور رحمت وجود

لیجاتا ہے تو ایک دم مین / اس سارے جہان کو عدم مین

مثل اُسکے دوسرا اُسی دم / لاتا ہے وجود مین تو عالم

رباعی

انواع عطا اگرچہ خدا می بخشد | ہر اسم عطیۂ جدا می بخشد
در ہر آیۂ حقیقت عالم را | یک اسم فنا یکے بقا می بخشد

دلیل ہر آنکہ مجموع اعراض مجتمعہ است در عین واحد کہ حقیقۃ وجود است آنست کہ ہر چند حقائق موجودات را تحدید میکنند در حدود و ایشان غیر از اعراض چیزے ظاہر نمیشود ۔

مثلاً وقتیکہ گویند انسان حیوان ناطق است و حیوان جسم نامیست و حساس و متحرک بالارادہ ۔ و جسم جوہریست قابل مرابعاد ثلثہ را و جوہر موجودیست لافی موضوع ۔

انواع عطا جدا ہی سمجھئے — ہر اسم عطا جدا ہی سمجھئے
ناموں سے حقیقت جہان کو — ہر آن فنا بقا عطا ہو
اسطرح دلیل سے عیان ہے — جسکا بیان ذیل مین بیان ہے
جو کچھ کہ وجود کی ہے حالت — عین واحد ہے فی الحقیقت
جس مین اعراض مین فراہم — ہین جمع تعینات باہم
تجدید وجود مین کماہی — کرتے ہین حقائق الہی
جو انکے حدود مین ہین ظاہر — اعراض ہی دیکھتا ہے ناظر
مثلاً کوئی کہے کہ انسان — گویا ناطق ہے ایک حیوان
جسم اور نمو حس اور حرکت — حیوان کے حدود کی ہے تفصیل
اور جسم ہی جوہر اصل کا بل — تینون ابعاد کے ہے قابل

جوہر موجود ایک ہی ہے
اور وہ موضوع سے بری ہے

وموجودذاتیست کہ مراورا تحقق وحصول باشد
درین حدود ہرچہ مذکورمیشود ہمہ ازقبیل اعراض است
الاآن ذات مبہم کہ درین مفہومات ملحوظ است۔
زیراکہ معنی ناطق ذات لہ النطق است۔ ومعنی
نامی ذات لہ النمو۔ وہکذافی البواقی۔ وایں ذات
مبہم عین وجود حق وہستی حقیقی است کہ قائمست
بذات خود۔ ومقومست مرایں اعراض را۔
وآنکہ ارباب نظر میگویند۔ کہ امثال این مفہومات
فصول نیستند بلکہ لوازم فصول اند۔ کہ بآن از
فصول تعبیر میکنند بواسطہ عدم قدرۃ بر تعبیر
از حقایق فصول بروجہیکہ ممتاز شوند از ماعدای
خود بعضی ازین لوازم۔

موجود ہے ذات بالتحقیق — جسکو ہے حدود مین تعلق

جو کچھ کہ بیان ہوا ہے مذکور — اعراض کی رو سے ہے یہ مشہور

لیکن ان مین وہ ذات مبہم — ملحوظ ہے اور ہے مسلم

ثابت یہ ہوا نہ رو سے منطق — جس ذات مین نطق ہو ہے ناطق

جس ذات مین ہو نمو ہے نامی — ایسا ہی سمجھ لو ہین جو باقی

ذات مبہم ہے ہستی حق — عین وجود ذاتی حق

جو ذات سے اپنی خود ہے قائم — دیگر اعراض کی مقوم

ارباب نظر کا یہ بیان ہے — غلطی جس قول سے عیان ہے

جتنے مفہوم کے لئے ہین امثال — ہونگے نہ فصول وہ بہر حال

ہین بلکہ لوازمات انکے — رکھے ہین فصول نام جنکے

کہتے ہین کہ امر ہے یہ دشوار — فصل و حقائقونکا اظہار

اس طور کہ لیئے ما سوا سے — ممتاز ہین بغیر انکے

یا لوازمیکه ازینها اخفی باشد مقدمه ایست ممنوع
و کلاییست نامسموع و بر تقدیر تسلیم هرچه
نظر با جوهر ذاتی باشد قیاس بآن بعین
واحد عرضی خواهد بود زیرا که اگرچه داخلست
در حقیقت جوهر خارجست از آن عین واحد
و قایم است باو دعوای آنکه اینجا امری
هست جوهری ورای عین واحد
در غایت سقوط است بالتخصیص
وقتیکه کشف ارباب حقیقت
که مقتبس است از مشکوٰة نبوة
بخلاف آن گواهی دهد و مخالفت
عاجز باشد ۔

یا اُن سے لوازمے ہوں مخفی — کچھ بات نہیں ہے یہہ سمجھ کی

یہہ ایک مقدمہ ہے ممنوع — دراصل ہے امر غیر مسموع

بر تقدیر ایسا گر ہوا ہو — تسلیم بھی کیجیے تو کیا ہو

عین واحد کا ذاتی جوہر — رہجائیگا عرض ہی بنکر

کیونکہ گر ہو یہہ امر حاصل — جوہر کی حقیقتوں میں داخل

خارج یاں عین سے رہا ہے — اور قایم اس سے ہو گیا ہے

دعوے انکا یہی ہوا ہے — جوہر اس عین کے سوا ہے

عین اور جوہر کو غیر سمجھا — دعوے ساقط دلیل بیجا

ہے کشف صحیح اہل حق کا — مشکوۃ نبی سے نور پایا

یہہ کشف حقایق الٰہی — دیتا ہے خلاف میں گواہی

ہو جائے اگر وہ اس سے واقف
عاجز ہو دلیل میں مخالف

از اقامت دلیل، و الله یقول الحق
و هو یهدی السبیل پ ۲۱ ع الاحزاب ۳۳

رباعی

تحقیق معانی ز عبارات مجوی
بی رفع قیود و اعتبارات مجوی
خواهی یابی ز علت جهل شفا
قانون نجات از اشارات مجوی

رباعی

گشتی بوقوف هر مواقف قانع
شد قصد مقاصد بتو مقصد مانع
هرگز نشود تا نکنی رفع حجب
انوار حقیقت از مطالع طالع

واللہ بقول حق ہے آیت
سیدھے رستہ کی ہے ہدایت
حق بات ہے حق بتانیوالا
سیدھا رستہ بتانیوالا

تحقیق مسائل متون سے
حاصل نہوا ان عبارتون سے

اٹھ جائے جو قید اعتبارات
معنی پہ حجاب ہین خود عبارات
بیداری جہل تجھ مین گر ہو
کوئی رستہ نہ کارگر ہو

قانون شفا بھی و فصولات
تجھکو نہ بتا سکین اشارات

قائل نکرین تجھے مواقف
ہوگا نہ مقاصد وسے واقف
جب تک نہ حجاب دور ہوگا
کب سامنے حق کا نور ہوگا

پردہ نہ اٹھا سکینگے مطالع
انوار خدا نہونگے طالع

رباعی

در رفع حجب کوش نہ در جمع کتب
کز جمع کتب نمیشود رفع حجب
در طی کتب کجا بود نشئہ حب
طی کن ہمہ را و عد الی اللہ و تب

لائحہ بیست و ہفتم

عظیم ترین حجابے و کثیف ترین نقابے جمال وحدت حقیقی را تقییدات و تعددات نیست کہ در مظاہر وجود واقع شدہ است بواسطہ تلبس آن باحکام و آثار اعیان ثابتہ در حضرت علم کہ باطن وجود است و محجوبان را چنان مینماید کہ اعیان موجود شدہ اند در خارج و حال آنکہ بوے از وجود خارجی بمشام ایشان نرسیدہ است ۔

جو رفع حجب سے جلوہ گر ہو وان جمع کتب نہ کار گر ہو
گو تو نے بہت کتب کیے جمع پر تیرے نہ حجب ہوں کبھی رفع
الفت کا نشہ بری بلا ہے اس طی کتب سے کیا بلا ہے
گر دان کتابیں ساری جا کر وہ مصحف رخ مطالعہ کر
اللہ کی طرف رخ اپنا پھیر تو یہ کرنے میں کر نہ کچھ دیر

تجلی ستائیسوں

وحدت کے حجاب میں ہیں تعدد وحدت کے نقاب میں ہیں تعدد
وحدت کا ہوا ظہور جسم ظاہر میں ہیں وجود پائی اسم
لیکن اعیان کے حکم و آثار ہے شکل وجود میں نمودار
جو حضرت علم میں ہیں مخفی اور علم ہے باطن وجودی
محجوبوں کو ہے یہ نمایان خارج میں عیان ہوئے ہیں اعیان
حالانکہ وجود خارجی کی بو تک اعیان کو نہ پہنچی

وہمیشہ بر عدمیت اصلی خود بودہ اند و خواہند بود
وآنچہ موجود و مشہود است حقیقت وجود است اما
باعتبار تلبس باحکام و آثار اعیان نہ از حیثیت تجرد
از انہا زیرا کہ ازین حیثیت بطون وخفا از لوازم او ست
پس فی الحقیقت حقیقت وجود ہمچنان بر وحدت حقیقی خود است
کہ ازلاً بودہ وابداً خواہد بود۔ اما بنظر اغیار بسبب
احتجاب بصورت کثرت احکام مقید و متعین در
می آید و متعدد و متکثر مینماید۔

رباعی

بحریست وجود جاودان موج زنان ❊ زان بحر ندیدہ غیر موج اہل جہان
از باطن بحر موج بین گشتہ عیان ❊ بر ظاہر بحر و بحر در موج نہان

یہہ اصل عدم ہے اپنے قائم
تھے اور ہین اور رہینگے قائم

موجود جو کچھہ ہے فی الحقیقت
بس ایک وجود کی حقیقت

لیکن اعیان کے ہین یہہ احکام
ظاہر ہین لباس مین بالاتمام

احکام اعیان جدا نہین ہین
کچھہ ایک سوا کسو نہین ہین

کیونکہ یہہ بطون اور مخفی
ہین سارے لوازم وجودی

ہین اصل وجود کی حقیقت
وحدت مین اپنی فی الحقیقت

جس حال مین تہی ازل سے جیسی
ویسی ہی وہ تا ابد رہیگی

محجوب جو ہے بچشم اغیار
ہین اوسکے سبب قیود و آثار

وان ایک وجود تھا جو پنہان
تعداد کثرت سے نمایان

ہے ذات وجود اک سمندر
بے پایان موج زن ہے یکسر

جیسے کہ بحر کا تماشا
جز موج کے اوسمین کچھہ نہ دیکھا

دریا کے بطون سے نمایان
بس موج ہی حباب ہے سامان

رباعی

بنگر بہمان سر الٰہی پنہان | چون آب حیات در سیاہی پنہان
پیدا آید بہ بحر ماہی انبوہ | شد بحر درانبوہی ماہی پنہان

ہرگاہ کہ چیزے در چیزے نمودہ میشود ظاہر غیر مظہر است یعنی ظاہر دیگر و مظہر دیگر است و ایضاً انچہ نمودہ میشود از ظاہر در مظہر شبح و صورت است نہ ذات و حقیقت الا وجود حق و ہستی مطلق کہ ہرجا کہ ظاہر است بعین مظاہر است و در ہمہ مظاہر بذاتہ ظاہر ۔

موجیں لپٹتا ہوا سمندر	ق	باطن سے ہے بحر ہی کے باہر
اس بحر سے موج ہی عیاں ہے		پر موج میں بحر خود نہاں ہے
تاریک جہان میں ہر شے کو		مثل آب حیات دیکھو
مچھلی مچھلی پھرا ہے دریا		مچھلی سے ہی چھپا ہے دریا
جو شے ہے جس چیز میں ظاہر		ظاہر ہے وہ بغیر مظہر
یعنی ظاہر کہاں اور ہوگا		مظہر کا اور طور ہوگا

ظاہر مظہر میں ہے جو صورت
وہ ذات نہیں نہ ہے حقیقت

لیکن ہے وجود ہستی حق		تو ذات ہی آپ ہے وہ مطلق
سب جا ہستی حق ہے ظاہر		ظاہر ہی بنا ہے یاں مظاہر

یعنی کہ ہیں جس قدر مظاہر
مطلق ہستی سے ہیں یہ ظاہر

رباعی

گو شد دل آئینه آئین عجب است
در وی رخ شاهدان غیبی پیداست
در آینه روی شاهدان نیست عجب
خود شاهد و خود آینه واین عجب است

رباعی

این آینه را داد جلا صورت تو
کیست آینه کس پدید بی صورت تو
نی نی که ز لطف در همه آینه‌ها
خود آمده پدید بی صورت تو

لائحہ بیست و هشتم

حقیقت هستی با جمیع شیون و صفات و نسب و اعتبارات که حقایق همه موجودات اند در حقیقت هر موجود ساریست

آئینِ دل آئینہ عجب ہے | اس میں رخِ دلبر یا عجب ہے
آئینہ میں شاہدوں کا چہرا | آجائے نظر تو یہ عجب کیا
ہاں سب سے عجب تری یہ باتیں | شاہد ہے وہی وہی ہے مشتاق

اس آئینہ میں جو کچھ جلا ہے | تیری صورت کا پرتوا ہے
اک آئینہ بھی نہ ایسا دیکھا | جس میں نہ ہو تیرا جلوہ پیدا
ہاں بلکہ ہے خاص لطف تیرا | سب آئینوں میں تو ہویدا
آئینوں میں عین دید ہے تو | لے صورت خود پدید ہے تو

تجلی اٹھائیسویں

ہستی جو ہے اک حقیقت ذات | با شان و صفات و اعتبارات
موجود جہاں کے سب ہیں اوس سے | درجِ ہستی کے ہیں یہ الوان
باجملہ شیون میں ذات باری | ہر اک موجود میں ہے ساری

ولهذا قیل کل شیٔ فیه کل شیٔ صاحب گلشن راز گوید

شعر

دل یکقطره را گر برشگافی | برون آید ازو صد بحر صافی

رباعی

هستی که بود ذات خدا وند عزیز | اشیا همه در وی اند و وی در همه نیز
اینست بیان آنکه عارف گوید | باشد همه چیز مندرج در همه چیز

لائحه بستم

هر قدرت و فعل که ظاهر از مظاهر صادر میشود و از ایشان در مینماید فی الحقیقه از حق ظاهر در آن مظاهر ظاهر است نه از مظاهر شیخ در حکمت علیه میفرماید -

شعر

کل فی الکل جو مسئلہ ہے　　جانے وہی جسکو حوصلہ ہے
یعنی ہر شیٔ مین کل ہے داخل　　داخل ہر شیٔ مین شیٔ کا کل
فرمان جناب گلشن راز　　جاری جسکے ہین نغمہ پرداز
دل کو قطرہ کے تم جو چیرو　　تو صاف سمندر اسمین دیکھو
ہستی جو ہے عین ذات سبحان　　سب اُس مین وہ سب مین ہے نمایان

عارف نے کہا ہے کرکے تمیز
ہر چیز مین مندرج ہے ہر چیز

تجلی انتیسوین

جو فعل کسی سے گر ہو صادر
در اصل وہ فعل حق ہے ظاہر

قول شیخ علیہ رحمہ　　ہے نسبت حکمت علیہ

لا فعل للعباد بل الفعل الیهما فیهما فاطلهما اللعباد ان یضاف الیهما فعل این نسبت وقدرة و فعل بنده از جهت ظهور حق است بصورت او نه از جهت نفس او و الله خلقکم وما تعملون میتوان وجود و قدرت و فعل خود را از حضرت بیچون میدان۔

رباعی

از ما همه عجز و نیستی مطلوب است
هستی و توابع هستی ز ما مسلوب است
این اوست که پیدا آمده در صورت ما
این قدرت و فعل از آن بما منسوب است

جو فعل کہ عین بین ہے ظاہر — اس فعل پہ اسکا ہے قادر
اور عین ہے تشکل اسی پر — نہ فعل رضا فرما ہے کسی پر
بندہ کا یہہ فعل اور یہہ قدرت — ان سبکو تجا رہے ہی جہت
بندہ تو بادی النظر ہے — حق آپ ہی اس مین جلوہ گر ہے
پس فعل ہوا ہی حق سے منسوب — بالکل بندہ سے ہے یہہ مسلوب
قرآن مین پڑھکے پاؤ عبرت — سینتیسوین سورہ کی ہے آیت

وَاللّٰہُ خَلَقَکُم وَمَا تَعمَلُون

تمکو اور یہہ عمل تمہارے — حق نے پیدا کیے ہین سارے
تمکو کاسون کی جو نسبت — حق ہی کی ہے انمین ساری قدرت
ہم سے ہستی ہے پوری مسلوب — ہان نیستی عاجزی ہے مطلوب

منسوب جو فعل ہم پہ یان ہے
سب عبد کی شکل مین عیان ہے

رباعی

چون ذات تو منفی بود ای صاحب هُش
از نسبت افعال بخود باش خمش
تغییر مده شکلی تو مکن وعی پیش
ثبّت العرش اولاً ثم انقش

رباعی

وصافی خود بر خصم حاسد تا کی
ترویج چنین متاع کاسد تا کی
تو معدومی خیال هستی از تو
فاسد باشد خیال فاسد تا کی

لائحه سیم

چون صفات و احوال و افعال که در مظاهر ظاهر است.
فی الحقیقت صفات حق ظاهر در آن مظاهر است۔

جب خود معدوم ہے تیری ذات
اپنے افعال میں نہ کر بات

مرغوب مثل مزہ سے سنئے
چھت سے چھلے جما کے نقش کھینچے

حاسد کے بھروسے پہ تو بیٹھ
چیز ایسی گھڑی ہوئی دکھائے
تجھ میں کب تک ہے پھر لپیٹ
کب تک یہ غلط رواج پائے

معدوم ہے تو بحال ہستی
فاسد ہے تیرا خیال ہستی

تجلی تیسوین

ظاہر ہیں مظاہروں میں ہر حال
سب ان کے صفات اور افعال

حق سے ہیں صفات کی حقیقت
ظاہر سب میں ہے ایک صورت

پس اگر احیاناً در بعضے از انہا شرّے و نقصانے واقع باشد از جہت عدمیت امرے دیگر تواند بود زیرا کہ وجود من حیث ہو وجود خیر محض است و از ہر امر وجودی کہ شرّی متوہم میشود بواسطہ عدمیت امر وجودیِ دیگر است نہ بواسطہ آن امر وجودی من حیث ہو امر وجودی۔

رباعی

ہر نعت کہ از قبیل خیر است و کمال	باشد ز نعوت ذات پاک متعال

ہر وصف کہ در حساب شر است و وبال
وارد بقصور قابلیات مآل

حکما در آنکہ وجود خیر محض است۔ دعوے ضروری کردہ اند و از برائے توضیح مثالہا چند آوردہ و گفتہ۔

احیاناً بعض مین بدی ہو — یا کچھہ نقصان عارضی ہو
کوئی عدمیت امر کی ہے — خود ان مین ہی بات کچھ بُری ہے
اک حال پہ ہے وجود قائم — ہے خیر ہی خیر محض دائم
جو بات وجود مین ہو شر کی — اور ہمکو بُری دکھائی دیتی
وہ اور وجود کا عدم ہے — جسمین عدمیت اتم ہے
تم اصل وجود کو تہ جانو — جز خیر کے جسمین کچھہ نہ شر ہو

خیر اور بھلائیان ہین جتنی -
جلوہ ہین یہہ وحدت ذات باری

شر اور بدی کے اتصافات — ہین وجہ قصور قابلیات
دعوی حکما کا ہے یہ اکثر — بس خیر وجود ہے سراسر

اثبات ہین کی بہت صراحت
دی ہے تمثیل با وضاحت

اسکه بد و مثلاً مفسد ثمار و شر است نسبت باثمار شریت او ونه ازان جهت است که کیفیتی از کیفیات است زیرا که او زین جهت کمالیست از کمالات بلکه از آنجهت است که سبب شده است مر عدم وصول ثمار را بکمالات لائقه خود و همچنین قتل مثلاً که شر است شریت او نه از جهت قدرت قاتل است بقتل یا قاطعیت آلت یا قابلیت عضو مقتول مر قطع را بلکه از جهت زوال حیاتست و آن امر یست عدمی الی غیر ذالک من الامثلة.

رباعی

هر جا که وجود کرده سیر است ای دل
میدان بیقین که محض خیر است ای دل

هر شر ز عدم بود عدم غیر وجود
پس شر همه مقتضای غیر است ای دل

مثلاً میوے ہین جتنے مرتے
سردی کے سبب سے ہین گرتے

واصل تو حال یہہ نہین ہے
میوے کا کمال یہہ نہین ہے

بلکہ سردی ہے اسپہ عامل
جو اسکے کمال کی ہے حایل

ایسی ہی مثال قتل کی ہے
جسمین پوری بدی بہری ہے

قاتل کی نہین کچہہ اسمین تقصیر
جسکی قدرۃ مین کب ہے تاثیر

کافی نہین اسکو تیغ قاتل
مقتول کا عضو ہے قابل

بلکہ اک امر عارضی ہے
جو وجہ زوالِ زندگی ہے

امر عدمی کو ماننے کی
ایسی تو مثالین بہت ہی

ای دل ہے جہان وجود کی سیر
یہہ جان ہے محض خیری خیر

شر مین عدمیت اتم ہے
جب ہو نہ وجود وہ عدم ہے

ہان عین وجود خیر ہے
بس غیر کے مقتضا سے شر ہے

لائحہ سی ویکم

شیخ صدر الدین قونوی قدس اللہ تعالی سرہ در کتاب
نصوص میفرماید کہ علم تابعست مر وجود را بآن معنی کہ
ہر حقیقتے از حقایق را کہ وجود است علم است و تفاوت
علم بحسب تفاوت حقائقست در قبول وجود کمالاً
و نقصاناً پس انچہ قابلست مر وجود را علی الوجہ الاتم
الاکمل قابلست مر علم را علی ہذا الوجہ و انچہ قابل است
مر وجود را علی وجہ الانقص متصف است
بہ علم علی ہذا الوجہ و منشاء این تفاوت
غالبیت و مغلوبیت احکام وجوب و
امکانست در حقیقت کہ احکام وجوب
غالب تر انجا وجود و علم کاملتر۔

تجلی اکتیسوین

صدر الدین شیخ قونوی کا
فرمان نصوص مین ہے ایسا

ہے علم وجود ہی کا تابع
اس معنی پر یہہ ہوگا تابع

رکھتی ہے وجود جو حقیقت
ہوگا علم اسکو فی الحقیقت

بر حسب تفاوت حقایق
ہوگا وہ علم اسکے لایق

جسکے قابل وجود ہویان
خواہ اسمین کمال ہو کہ نقصان

جیسا ہو وجود جسکے قابل
ویسا ہے یہ علم اسپر عامل

قابلیت علم گر اتم ہو
اسمین وہ کمال بھی اتم ہو

گر علم وجود ہو نہ خالص
اسوجہ سے وصف بھی ہو ناقص

امکان و وجوب مین بالاتمام
غالب مغلوب ہین یہ احکام

ظاہر ہو جہی فرق فی الحقیقت
بس ہے یہی باعث تفاوت

احکام وجوب ہون جو عامل
اسجا ہے وجود و علم کامل

و در حقیقت کہ احکام امکان غالب تر و جود علم ناقص و غالبا کہ خصوصیت حکم تابعیت علم مر وجود را کہ در کلام شیخ واقع شدہ است بر سبیل تمثیل است الا جمیع کمالات تابعہ مر وجود را چون حیات و قدرت و ارادت و غیرہا ہمین حالست و قال بعضہم قدس اللہ تعالے اسرارہم ہیچ فردے از افراد موجودات از صفت علم عاری نیست اما علم بر دو وجہ است یکے آنکہ بحسب عرف آنرا علم می گویند و دیگرے آنکہ بحسب عرف آنرا علم نمیگویند۔ و ہر دو قسم پیش ارباب حقیقت از مقولہ علم است زیراکہ ایشان مشاہدہ می کنند سرایت علم ذاتی حق را سبحانہ تعالی در جمیع موجودات۔

غالب آئین جو حکم امکان — وان علم و وجود کا ہے نقصان

اس علم کی خاص ہے جو خصلت — ہے علم کی جس سے تابعیت

ہو کر احکام ہی کا شامل — وہ خاص وجود پہ ہے عامل

صدر الدین قونوی کا فرمان — تمثیل کی حیثیت سے ہے بیان

ورنہ جتنے ہیں یہ کمالات — تابع ہیں وجود کے یہ صفات

قدرت اور حیات اور ارادت — مثل علم انکی بھی ہے حالت

بعضون کا بیان ہے یہ عالی — موجود نہ علم سے ہے خالی

اشیا موجود ہیں جو ساری — کوئی نہیں علم سے ہے عاری

پر علم کی وجہ وہ ہیں معروف — موصوف ہی اور نہیں ہیں موصوف

اک عرف سی علم کہیں ہے — اک عرف سے علم ہی نہیں ہے

علم اہل شہود کو نمایان — ہے انکی نظر میں دونوں یکسان

یعنے یہ علم ذات باری — تفصیلہ موجود میں ہے ساری

و از قبیل قسم ثانی آبست مثلا که بحسب عرف آنرا عالم نمیدانند
اما چون بچشم ادراک تمیز میکند میان بلندی و پستی و از بلندی
عدول میکند و بجانب پستی جاری میگردد و همچنین در رخل
جسم متخلخل نفوذ میکند و ظاهر جسم متکاثف را ترطیب میکند و
میگذرد الی غیر ذلک پس از خاصیت علم است جریان وی
بمقتضای قابلیت قابل و عدم مخالفت با آن الا در این مظهر علم
در صورت طبیعت ظاهر شده است علی هذا القیاس ۔

سرایة العلم فی سائر الموجودات بل سرایة
جمیع الکمالات التابعة للوجود فی الموجودات بسریانها

رباعی

هستی بصفاتیکه در و بود نهان — دارد سریان به همه اعیان جهان
هر وصف بنسبتیکه بود قابل آن — بر قدر قبول عین گشته است عیان

جو ظرف ہے از قبیل پانی — اس علم کی ہے مثال پانی
پانی کو تو علم کچھ نہیں ہے — پر اسکو تمیز کچھ نہیں ہے
یعنی کہ بلندیوں سے بہنا — اور پست جگہ بیچ کے رہنا
یہہ خالی مساموں میں در آئے — جاذب اجسام میں در آئے
اونچے سے اس کا ہے گذرنا — پستی میں جوف کو ہے بھرنا
خاصیت علم بھی ہے ایسی — قابل اسکے ہو جیسے جیسی
لیکن ہے علم کی یہہ حالت — ظاہر ہے بصورت طبیعت
ایسا ہی علم کا بھی ہے بیان — جملہ موجود میں ہے یکسان
بلکہ جتنے ہیں سب کمالات — تابع جو وجود کے ہیں بالذات
علم اور وجود کی سرایت — موجود میں ہے بلا نہایت

ہستی میں صفات ہیں جو نہان — اعیان میں ہے انکا ہونا عیان
جو وصف کہ عین کے تھا قابل — ظاہر ہوا حسب عین کامل

لائحہ سی و دوم

همچنانکه حقیقت هستی از جهت صرافت اطلاق خویش ساریست در ذوات جمیع موجودات بحیثیتیکه در آن ذوات عین آن ذوات است چنانکه آن ذوات در وی عین وی بودند همچنین صفات کامله او کلها واطلاقها - در جمیع صفات موجودات ساری اند - بمثابه که در ضمن صفات ایشان عین صفات ایشان اند - چنانکه صفات ایشان در ضمن آن صفات کامله عین آن صفات کامله بودند مثلاً صفت علم در ضمن علم عالم بکلیات عین علم بکلیات و در ضمن علم فعلی و انفعالی عین علم فعلی و انفعالی -

تجلی بتیسویں

اطلاق کی رو سی باعتبار اقتضا ہستی کی ہے جس طرح حقیقت
جملہ موجود میں ہے ساری ہے ذات میں انکی بلکہ جاری
اس نکتہ سے ہے سمائی ہستی ان ذاتوں میں عین ہی ہے انکی
ہستی جو تھی عین ذات کامل ایسے ہی صفات بھی ہیں شامل
جتنے موجود ہیں جو ان اوصاف ہستی کے بھی ساری ان میں اوصاف
موجود کے وصف ہونگے جتنے وہ عین صفات انکے ہونگے
وصف کامل ہیں وصف انکے موجود کے عین اوصاف کامل تھے
پس علم کا وصف علم ہی ہیں ہو عالم جزئیات اسی میں
جو علم کہ اس جگہ ہے اسکو وہ علم بجزئیات سمجھو
ایسا ہی ہے کلیات کا علم جیسا کہ تھا جزئیات کا علم
فعلی ہو یا ہو انفعالی عین علم اس سے ہے تعالی

و در ضمن علم ذوقی وجدانی عین علم ذوقی وجدانی۔
تا غایتیکه در ضمن علم موجود اتیکه بحسب عرف ایشان را عالم نمیدارند عین علمیست که لایق حال ایشان است۔
وعلیٰ هٰذا القیاس سائر الصفات والکمالات۔

رباعی

ای ذات تو در ذوات اعیان ساری | اوصاف تو در صفات ایشان متواری
وصف تو چو ذات تو مطلق است اما نیست | در ضمن مظاهر از تقید عاری

وجدانی ہو علم یا ہو ذوقی — نسبت علم ہیں پہ ہے وہ بھی

یاں تک اس علم کا ہے نقشا
موجود جہاں کے ہیں جو اشیا

عالم نہیں جانتے ہو جن کو — جو علم سمجھ رہے ہیں ان کو

دراصل ہے عین علم ان میں
لاریب جہاں کے کھٹا جن ہیں

ہیں علم کے عین جیسے حالات — ایسے ہی صفات اور کمالات

ساری اعیان میں ذات تیری (سریان)
وصفوں میں نہاں صفات تیری

جیسے علم تیری ہے ذات مطلق — ویسی ہی تیری صفات مطلق

موجود جہاں میں ذات باری
تقیید سے کچھ نہیں ہے عاری

لایحهٔ سوم

حقیقت هستی ذات حضرت حق است سبحانه و تعالی
و شئون و نسب و اعتبارات آن صفات او و اظهار
او مر خودش را متلبس بهذه النسب و الا
عتبارات تحصل و تأثیر و تعینات ظاهره مترتبه
علی هذا الاظهار آثار او

رباعی

خود را بشئون ذات آن یکتا بین ... شده جلوه ذات در مظاهر چندین
زین نکته که گفتم ای طلبگار یقین ... ذات و صفت و فعل او چنین می‌بین

لایحهٔ چهارم

کلام شیخ رضی الله عنه در بعضی مواضع فصوص بر
آنست که وجود جمیع اعیان ممکنات و کمالات تابعه

تجلی [illegible] در بیان [illegible]

ہستی کی حقیقت اوس کی ہے ذات — وصف اوس کے ہیں شیون اعتبارات

پائے ہیں لباس جن میں — اظہار اس کا ہوا ہے جن میں

[illegible] اور اثر کا اسکے اظہار — ہے شکل تعینات آثار

ہر شے ہے ظہور اسکا — جو شے ہے وہ ہے مستور اسکا

تو وہ ذات ہی ہے شیون میں باقی — اسمون [illegible] شیون کی تجلی

کثرت میں ہے جو شے ہی ظاہر — جلوے میں اسی کے ہے وہ ظاہر

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

تجلی [illegible] در بیان

ہیں اصل [illegible] شیخ اکبر — جن [illegible] اسم اسکا ظہور

حضرت اعیان وجود کی — [illegible] کمال [illegible]

مر وجود را مضاف بحضرت حق سبحانه و تعالی و
در بعضی مواضع دیگر باآنکه آنچه مضاف بحق است جز [illegible]
همین افاضهٔ وجود است و بس. و اول [illegible]
اعیان ثابته است و تحقیق میان این دو معنی آنست
که حضرت حق را سبحانه دو تجلی است یکی علمی غیبی که صوفیه
تعبیر از آن بفیض اقدس کرده‌اند - و آن عبارتست از
ظهور حق سبحانه ازلاً در حضرت علم بر خود و [illegible]
بصور اعیان و قابلیات و استعدادات ایشان. و دوم
تجلی شهادی وجودی که معبر است بفیض مقدس، و آن عبارت
است از ظهور وجود حق سبحانه تعالی مصبوغ باحکام و آثار
اعیان. و این تجلی ثانی مترتب بر تجلی اول است و مظهر است کمالاتی را
که بتجلی اول در قابلیات و استعدادات اعیان مندرج گشته بود

حق ہی سے متفاوت ہو گیا تو
بجز حق کے تو حق نہیں کسی کو

اور بعض مقام میں ہے یکتا
جسکی اتنی تشریح نے کی

یوں کہیے ہے متفاوت حق سبحان
پس ما با وجود کا ہے فیضان

اور جو تابع وجود کے ہیں
ثابت اعیان کی وجہ سے ہیں

ہے ان میں جو اتفاق باہم
حق کی دو تجلیاں ہیں پیہم

علمی عینی ہوئی جو تجلی
فیض اقدس ہے وہ تجلی

یعنے اعیان کی جو دونون ہیں
اون کی نسبت قابلیتون میں

ازلاً حق کا ظہور اس جا
ہے علم کے مرتبہ میں جو پیدا

اور دوسری اوسکی جو تجلی
ہوتی ہے شہادی وجود کی

موسوم باسم اصطلاحی
ہے فیض مقدس الٰہی

ظاہر ہے وجود حق سبحان
با حکم و اثر برنگ اعیان

جبکی یہ مرتب ہوکے بدلی
عملی عینی ہے یہ تجلی

رباعی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

رباعی

بشنو سخنی خوش که شنیدی خوش گو | گفتی و شنیدی همه احوال ملحق
از کیست بجز ذات که صفات است | در ذات و کمال جامع صفات است

فصل

چون مقصود ازین عبارات و مطلوب ازین اشارات تنبیه
بود بر احاطهٔ ذاتی حق سبحانه تعالی و سریان نور او در
مراتب ذحی تا سالکان آگاه و طالبان صاحب انتباه
مشتغل درکنه ذات اشیا به جمال ذات او واصل شوند
و بظهور حقیقت از مطالعهٔ کمال صفات او غافل
نگردند - و آنچه ذکر رفته در ادای این مقصود کافی
بود و تبیان این مطلوب وافی لاجرم برین قدر اقتصار
افتاد و برین چند رباعی اختصار کرده شد -

سن بات تجلی ذاتی ہاں کی — اعیان کی قابلیت کے بیان کی

الکہ جیسے ہیں معاف نسبت — اعدم حس [illegible] تجلی ہیں

[illegible]

مقصود ہے تجلی اعیان کی اسے — مطلوب ہے تجلی اسما کی اسے

پاوے تجلیات سہی حق کا طالب — تجلی ہیں وجود کی طرف

ان سب تجلیاں کو رحمتی کا سپنی — ہے سب تجلیاں اسما کے بیاں

تا جیسے ہیں سالکاں کے [illegible] — یا جیسے وو طالب کی کسی [illegible]

جس ذات پہ وہ نظر اٹھایا — حق [illegible] جمال پہلی [illegible]

جیسوں جو وصف تجلیاں کا کہی — ہوا حق کے کمال [illegible]

مقصود اسی ہے جو تجلیاتی — مطلوب ہے اوس سے [illegible]

اس کے بیں مختصر ہے تفسیر

ہیں جیسے [illegible] رباعیات تحریر

رباعی

جامی سخنان عشق بازی تا چند
اظهار حقایق به مجازی تا چند
افسون [illegible] فسانه [illegible]
ای ساده دل [illegible] فسانه [illegible]

رباعی

در زمره [illegible] صوفی [illegible]
چون [illegible] مقصود [illegible]
[illegible]
[illegible]

رباعی

[illegible] چو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

رباعی

ای [illegible]
گفتا [illegible] زبان [illegible]
[illegible]
[illegible]

عاجز ہی کب تک سخن طرازی — افسون گری اور فسانہ سازی
ظاہر نہ سخن سے ہون حقائق — باتین ہین خیال ہی کے لائق
اے سادہ دل الہی چہل کب تک — خاموش ایسا خیال کب تک

اس تفرقہ قفر مین سراسر — پوشیدہ جو عیب ہے تو بہتر
اس نکتہ کو سن تو مان کہنا — بس عشق مین بیخبر ہوش رہنا
مقصد یہ سخن کا ہے جو ہرجا — باتون سے تو ہے خموشی اولا

خاموش کہیون اسکے مانند — اظہار کب تک خروش تا چند
کیونکہ اس گنج کے ہین الہی — کسطرح ہین دُرِ حقائق
جب تک نہ سین تن صدف ہو — دُرِ عرفان کبھی نہ ہوگا

اے دل مین سخن کو دل اپنا سوا — دانش ہے تو رکھ سخن کا ہی پاس
اسرار ہو جو وہ کسی نہ کہیو — اسبات مین منہ سی کچھ نہ بولو
واللہ یہہ گوہر نسفتہ — الماس سخن سے ہو نہ سفتہ

رباعی

بیخط بهر یکی به عیبی انگشت	وانکه نشنو از جمال عیب انگشت
چون جلوهٔ اجمال بهر رون زد تو نیست	یا در دامان عشیر عیب انگشت

رباعی

ای کرده غمش او فتاده چاک بیکفن	آلوده مکن چهره پاکت بسخن
چون لاله گر آن بود در دگلشن اثرش	لب را مکشا به نطق خاکت بدهن

رباعی

جامی غم دوست تا بعالم بندی	با همره او ست شرح اشغم بندی
مرغ غم او بحیله شد با ما رام	خاموش که مرغ رام را رم ندهی

تمت بالخیر

یہہ سخت ہے جو دکہین موتی	پاتون کی سوئی نہین روتی
پردہ کو اوٹھا کے تب	جب دیکہہ جمال صورت غیب
یہہ اسکا جمال تیرے اندر	وہ جلوہ نہین ہے تجہسے باہر
دامن مین پاؤن کو چھپا لے	سر اپنا جیب مین جھکا لے
غم مین جو ہوا ہے تو کفن چاک	دل اپنا نکر سخن سے ناپاک
خاموش جو ہو نجات ہے پیہم	گونگا جو ہے تو بات ہے پیہم
لب کہول نہ تو کبھی سخن مین	مٹی پڑے اس ترے دہن مین
جامی اس دست کا جو ہے غم	عالم کو مدت سے نہ کرا سکے کم
اس شرح مین بند ہیں زبان کہہ	جو غیر ہوا اس سے تو نہان کہہ
اس رمز کا خامشی ہے دام	حیلے سے ہمارا ہو گیا رام
جو رام ہوا اسکو رم نہ کیجے	غفلت سے کہین نہ اوڑا دیجے

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ چشتیہ صابریہ عالیہ

مخمس بر غزل مولانا جامی علیہ الرحمہ

الٰہی از لطف پیر عثمان بکن [illegible] ما
بحق خواجہ قطب دین [illegible] ما
ببین ز لطف حمید دین را [illegible] فرید ما
احن شوقا الی دیار لقیت فیہا جمال سلمٰی
که می‌رسانند از آن نواحی نوید لطفی بجانب ما

بحق حافظ بپیر [illegible]
[illegible]
بلطف [illegible]
[illegible]
که دانم آخر طبیب وصلت علاج [illegible] دوا

[illegible] دستگیری [illegible]
بحق [illegible]
شہا [illegible]
[illegible]

نه بخت یاور نه عقل رهبر نه تن توانا نه دل شکیبا

نظام[۱۱] بلخی بسی ملی من چنیم من بهار وسته محل — جمال حق شیخ جلال[۱۳] محمود و[۱۴] هم ز قدوس سعید حاصل

محمد[۱۵] عارف چو آئینه شد و عارف[۱۶] ان حسن کامل — ز مهر جمال تو قبله جهان حق عیسی کوی تو کعبه دل

فان سجدنا الیک نسجد وان سعینا الیک نسعی

بذوق عبد الحق[۱۷] و هم حق جلال[۱۸] الدین نعمت از بر — که شمس[۱۹] دین گشت سست[۲۰] تر که بر گچار و هم سخن نگو ترکیم

عطا کنید ز فرید[۲۱] ابن خیار زاهد گنج نبات و شکر — اگر چه مهر بانی از در رو گر دید هم بیگلبی سر

قسم بجانست که بندار هم سرار اوست ز خاک آن پا

بقطب[۲۲] دین بختیار کاکی معین[۲۳] دین گنج شکر — ز سید عثمان[۲۴] شاه[۲۵] ماروان زهر دانش

ز خواجه مودود[۲۶] و ناصر الدین[۲۷] ابو محمد[۲۸] شد سبین — ز مهر عشق تو او تو ساکن بان لبانشین تسکین

ز بی زبانی غم نهانی چنانکه دانی شده آشکارا

به بخت نازم ز خواجه احمد[۲۹] کسبوا اسحاق[۳۰] شیر رسائی — خوش است در دیده علو[۳۱] ممشاد[۳۲] آن بسیر ابا و دوائی

دلم ربودی جنید[۳۳] سری[۳۴] عشق با لطف هم زد ربائی — بنا نگفتی خلاف عجائی حبیب و عبد الله بن جدائی

ز رحمت همه شستند و حسرت همی زد که ای بنده ای شکوه الیک شکوا

چنین بود و ای دل حسن بیچاره تن شد ز شوق الکشا ما | چه دوری و نزدیک چه لیست بالا چه پهلو پدر زنگه

دل محمد تا مریدی که روز ست از آنجا که الولیا | برا آشنا ست یکی همه یاری جمال بود ای پیر آن کرده

بکنج غربت نشسته چون بیکسی محنت گرفته ماوا

صحت نامہ لوائح جامی تجلیات دل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۹	امیددون	امیدون	۳۳	۵	کتاب و	کتاب
۵	۸	نیے	ہے	۳۶	۵	نسبت این شریفہ	نسبت شریفہ
۹	۱۰	سیچہ	سنجیہ	۳۶	۱۰	بطالت	ببطالت
۱۱	۵	سستی	مستی	۳۷	۷	مصرفت	مصروف
۱۲	۱۱	روشں	روشن	۴۰	۶	اختیار	اظہار
۱۶	۷	نغمہ ران	نغمہ زن	۴۳	۳	باقی اللہ اللہ	باقی اللہ
۱۷	۱۰	نتمہ	نغمہ	۴۳	۸	فنا و زفنا	فنا و فنا
۱۸	۲	توانگر	تونگر	۴۶	۳	ظہور	طہور
۲۳	۴	احیاب	احباب	۴۷	۲	بہی	بھی
۲۳	۱۰	منہی	منتہی	۴۷	۳	حالی	خالی
۲۴	۸	من	مین	۵۲	۱۰	قوتی	فوقی
۲۴	۸	اسکا	جسکا	۵۲	۱۰	نہ گشت	و نہ گشت
۳	۱۰	سکے	کی	۵۴	۳	حدیثہ	[illegible]
۴	۱۱	وزبان	وبان	۶۱	۲	کیفیت	کیفیت
۴	۱۲	ذین	دین	۶۱	۱۰	جاوہ	جلوہ
۵	۹	پہونچوتی	پہوچی	۶۲	۴	مستشق	مستشفق
۶	۳	مرصم	مرہم	۶۳	۱	ذاتی	ذاتی
۱۸	۲	دردول	دردل	۶۳	۱۱	تسبیت	نسبت
۱۹	۴	تیرے سے مین	تیرے دل مین	۶۵	۳	ذاتہ	ذاتہ
۲۴	۹	مین سے حقیقت	مین حقیقت	۶۵	۵	نیکے	تیکے
۲۰	۲	صباحت چہدکتی	صباحت چمکتی	۶۶	۲	تو	توہ
۳۱	۶	انسان سے	انسان مین	۶۶	۷	والتفاقو	التفاقات
۳۱	۶	جسم مین	جسم سے	۶۹	۱۰	بعض	بعض

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۲	۱۰	مخالی	مجالی
۴۳	۲	جیرت	صورت
۷۲	۷	جمایکہ	جملیکہ
۷۹	۸	ہراشان	ہرشان
۷۶	۲	کمال قال	کما قال
۷۹	۴	ہستی	ہستی
۷۹	۶	گرہیہ جملہ	یہہ جملہ
۸۰	۲	حقیقت و	حقیقت
۸۰	۴	جود	وجود
۸۰	۶	بشہوند	بشنوند
۸۲	۷	تفحص	تصفح تو
۸۴	۲	وحدیت	وحدت
۸۴	۱۰	شود	نشود
۸۶	۲	یلین	یلیق
۸۷	۷	جنز وکل	جزو و کل
۸۹	۳	عمر	عمرو
۸۹	۵	عمر	عمرو
۸۹	۹	ہو پلید	ہو گیا پلید
۸۹	۱۰	ہر	پہر
۹۰	۱	چمک	چمکے
۹۰	۷	ش	ہ
۹۰	۸	باز	اثر
۹۲	۵	تو بتو	بتو
۹۱	۲۰	مستلزم	مطلق مستلزم
۹۱	۲	ناپیدا	ناپید

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۰	۲	ہذہ لاعتبارات	ہذہ الاعتبارات
۷۳	۱	ہ	دو
۱۰۵	۶	ہرایک	ہراک
۱۰۵	۷	ہرایک	ہرآک
۱۰۵	۸	ہین	ہیں
۱۰۶	۴	تعوت	نعوت
۱۱۱	۴	ہے	ہیں
۱۱۱	۷	کی ہستی	کی ہے ہستی
۱۱۳	۱۰	پلیں	لیں
۱۱۶	۱۲	اندسے	اندر وکے
۱۱۷	۶	اورنبات	اور زنبات
۱۱۹	۴	ہین	ہیں
۱۱۹	۱۰	مین ظاہر	مین ہے ظاہر
۱۲۰	۵	سراین	سر حرف این
۱۲۰	۹	حق	خلق
۱۲۰	۱۰	باطن	باطن عالم
۱۲۱	۱۰	پاتا ہے	پایا ہے
۱۲۳	۱	ہے	بھی
۱۳۲	۱۱	در آسکے	در ہرآسکے
۱۳۴	۷	دائیما ور	دائما
۱۳۴	۸	کارانہ	در کارانہ
۱۳۵	۴	ہین	ہیں
۱۳۸	۱	تہیتے	و تہیتے
۱۳۸	۲	ھل الا	ھکذا الی
۱۳۸	۸	درازمنہ	ودر ازمنہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۰	۱۰	تمیرے	سیرتے	۱۳۹	۱	مقصود	مقصود
۹۸	۱۰	ترسے	تری	۱۴۱	۵	ہین	ہاین
[illegible]	۳	لہ الشق	لہ القلق	۔	۔	۔	۔
[illegible]	۱۴	بغیہ	بغیر	۔	۔	۔	۔
۱۲[illegible]	۶	فضول	فصول	۔	۔	۔	۔
۱۴[illegible]	۵	لہکذا	ہکذا	۔	۔	۔	۔
۱۴[illegible]	۴	نہ رویئے	نرر وئے	۔	۔	۔	۔
۱۴[illegible]	۷	فقولات	فصولات	۔	۔	۔	۔
۱۵۰	۱۱	بجز	بحر	۔	۔	۔	۔
۱۵۸	۱	المرتبھا	لمرتبھا	۔	۔	۔	۔
۱۵۸	۷	بہا	وہا	۔	۔	۔	۔
۱۶۲	۷	نغیر	خیر	۔	۔	۔	۔
۱۶[illegible]	۱۱	سر	سیر	۔	۔	۔	۔
۱۶[illegible]	۳	تالیت	تالیست	۔	۔	۔	۔
۱[illegible]	۲	وجود علم	وجود و علم	۔	۔	۔	۔
[illegible]	۱۰	ار	از	۔	۔	۔	۔
۱[illegible]	۴	تنوز	تقوذ	۔	۔	۔	۔
[illegible]	۱۰	ہی ہاین	ہاین	۔	۔	۔	۔
[illegible]	۸	شدہ	شد	۔	۔	۔	۔
[illegible]	۱۰	متصبع	متصبغ	۔	۔	۔	۔
[illegible]	۱۱	اواست	اول است	۔	۔	۔	۔
[illegible]	۴	عینی	غیبی	۔	۔	۔	۔
[illegible]	۶	عین	سبقیت	۔	۔	۔	۔
[illegible]	۱۲	ماخبر باشد	ماخبر باشد از قیاس دلیل	۔	۔	۔	۔
[illegible]	۱	از قیاس دلیل واللہ	واللہ	۔	۔	۔	۔

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
۱۸۹	۱۳	[illegible]	[illegible]	.	.	.	.
۱۸[illegible]	۲۰	شر	شو	.	.	.	.